ملفوظات

قطب وقت حضرت مولانا حماد اللہ ہالیجوی قدس اللہ سرہ

انتخاب

مفتی احسان الحق

فاضل و متخصص فی علوم الحدیث

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن

متخصص فی الفقہ الاسلامی جامعہ دار الخیر گلستان جوہر کراچی

مکتبہ الحسنی

انتساب

اہل حق کے ہر اس سلسلہ والے کے نام، جن کا شجرہ طریقت **قطب الاقطاب محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر الجیلانی** قدس اللہ سرہ تک پہنچتا ہے۔
بالخصوص سلسلہ عالیہ قادریہ راشدیہ و سلسلہ عالیہ قادریہ رائے پوریہ کے مشائخ قدسنا اللہ بسرھم الاقدس کے نام
اللہ تعالی ان مرحومین کی بدولت ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

گر قبول افتد زہے عز و شرف

پیش لفظ

الحمدللہ، اللہ کا بے پایاں لطف وکرم ہے کہ اس ذات پاک نے **ملفوظات مشائخ نقشبندیہ** کے بعد **ملفوظات مشائخ قادریہ** پر کام کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

رب لم یزل کی توفیق سے عید الفطر ۱۴۴۲ھ، کے بعد ہردل عزیز شخصیت حضرت مولانا حماد اللہ ہالیجوی قدس اللہ سرہ کے **ملفوظات** بنام "تجلیات شیخ ہالیجویؒ، وتحفۃ السالکین" کا مطالعہ نصیب ہوا۔ دوران مطالعہ اپنی نئی زیر ترتیب کتاب "**ملفوظات مشائخ قادریہ**" کے لئے حضرت قدس سرہ کے **ملفوظات** کا انتخاب کرتا رہا، اور بعد میں خود ہی اسے کمپوٹر پر لکھ لیا، چوں کہ ثانی الذکر کتاب تحفۃ السالکین بہت طویل ہے (اس میں **ملفوظات** کا تکرار بھی بہت ہے اور اس کتاب کی صحیح تصحیح بھی نہیں کی گئی یہاں تک کہ قرآنی آیات کی صحت کا اہتمام بھی نہیں کیا گیا) اس لئے راقم الحروف کا ارادہ ہوا کہ جتنے **ملفوظات** حضرت قدس اللہ روحہ کے منتخب ہوگئے ہیں، انہیں الگ کتابی صورت میں شائع کردیا جائے۔ کہ اگر کوئی مکمل کتاب مطالعہ نہ کرسکے تو اس مختصر کتابچے سے استفادہ کی صورت بنالے۔

اللہ تعالی سے دعا گوہوں کہ اللہ تعالی راقم اوران کے جملہ اہل خانہ اور دوستوں، متعلقین، محبوبین کو اس سے کما حقہ استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

احسان الحق
فاضل ومتخصص فی علوم الحدیث
جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن
متخصص فی الفقہ الاسلامی
جامعہ دارالخیر گلستان جوہر کراچی
۲۰۲۱/۶/۲۵م۔ یوم الجمعہ

ملفوظات

حضرت مولانا حماداللہ ہالیجوی قدس اللہ سرہ

(متوفی: ۱۲/۱۱/۱۳۸۱ھ۔ بمطابق: ۱۶/۴/۱۹۶۲م)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت مولانا تاج محمود امروٹی قدس اللہ سرہ

۱) میں نے اپنے شیخ ومرشد سے نہ کبھی دعا کی درخواست کی اور نہ کبھی تعویذ کے لئے کہا۔(۱)

۲) اگر کسی کو کسی بندۂ خدا کے ساتھ تعلق وعقیدت ہو پھر وہ شخص کسی مشکل میں مبتلا ہوجائے تو اللہ تعالی کی رحمت اس بندہ خدا یعنی شیخ کی شکل میں آکر اس شخص کی مدد کرتی ہے۔(۲)

۳) جب مجلس سماع منعقد ہوتی ہے اور گانا بجانا قوالی شروع ہوجاتی ہے تو بعض جاہل صوفی کہتے ہیں کہ مجھے سماع میں بہت مزہ آتا ہے اور لطائف جاری ہوجاتے ہیں، حالاں کہ محفل سماع وسرود، مجالس بدعت ومحافل شیطانی ہیں، شیطان آکر دونوں مونڈھوں پر سوار ہوجاتا ہے اور دائیں پیر کی ایڑی لطیفہ روحی پر اور بائیں پیر کی ایڑی لطیفہ قلب پر مارتا ہے۔ جاہل صوفی سمجھتا ہے کہ لطائف جاری ہوگئے ہیں۔(۳)

۴) لوگ داڑھی منڈاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ میں لوگوں کی نظروں میں بہت اچھا لگتا ہوں حالاں کہ میرے پاس دونوں طرح کے لوگ باریش وبے ریش آتے رہتے ہیں مجھے باریش حضرات بے ریش لوگوں سے بہت زیادہ اچھے نظر آتے ہیں۔(۴)

---

۱)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۲۷۔

۲)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۳۰۔

۳)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۳۳۔

۴)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۳۳۔

۵) مشائخ تصور شیخ اس وجہ سے تعلیم کرتے ہیں کہ اس کی وجہ سے تعلق ہوجاتا ہے۔(۱)

۶) دیار حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کسی چیز کو حقیر مت سمجھنا اور کسی شخص کو اپنے سے کم تر نہ جاننا کیوں کہ دیار حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رہنے والے ہم سب سے بہتر ہیں۔(۲)

۷) انسان کس بات پر تکبر وخود بینی کرے درآں حال یہ کہ اس کے اندر پاخانہ پیشاب بھرا ہوا ہے، ناک ودماغ بلغم سے پر ہے۔(۳)

۸) سالک کو چاہئے کہ خود کو سب سے کم تر اور حقیر سمجھے۔(۴)

۹) اگر نجاست بد بودار کو عطر خوش بودار کے ساتھ رکھ دیا جائے تو نجاست کی بد بو عطر کی خوش بو پر غالب آجائے گی اسی طرح سے اگر انگریزی کو مدرسوں میں رکھا جائے گا تو انگریزی علوم دینیہ پر غالب آجائے گی اور طلبہ کی توجہ انگریزی کی طرف ہوجائے گی آہستہ آہستہ مدارس عربیہ انگریزی اسکول میں تبدیل ہوجائیں گے، اگر واقعی آپ لوگوں کو انگریزی تعلیم دلوانی ہی ہے تو انگریزی اسکول مدرسے سے میل دو میل دور رکھیں۔(۵)

۱۰) طالب کو چاہئے کہ حق تعالی کی طلب میں مایوسی کو راہ نہ دے اور استقامت اختیار کرے اِن شاء اللہ تعالی مقصود حقیقی پالے گا۔(۶)

۱۱) شیطان راستے پر بیٹھا ہے اگر کوئی شخص حق تعالی کے طلب کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو اس سے روکتا ہے، روکنے کے باوجود اگر کوئی طلب میں لگ گیا تو طرح طرح کے وساوس وخیالات فاسدہ دل میں ڈال کر ذکر وشغل سے روک دیتا ہے، پھر بھی اگر طالب ان وساوس کو پس پشت ڈال کر طلب حق میں مستقیم رہتا ہے اور اذکار واذکار میں مشغول رہتا ہے تو یہ ملعون طالب کے دل

---

۱)۔ تجلیات شیخ ہالیجویؒ: ص: ۴۷۔

۲)۔ تجلیات شیخ ہالیجویؒ: ص: ۴۹۔

۳)۔ تجلیات شیخ ہالیجویؒ: ص: ۶۰۔

۴)۔ تجلیات شیخ ہالیجویؒ: ص: ۶۱۔

۵)۔ تجلیات شیخ ہالیجویؒ: ص: ۶۸۔

۶)۔ تجلیات شیخ ہالیجویؒ: ص: ۷۹۔

میں ذکر کے وقت یہ خیال ڈالتا ہے کہ تم تو بڑے عبادت گزار ہو اور اس قدر ذکر و شغل کرتے ہو تجلیات تمہارے اوپر منکشف ہوتی ہیں اور بہت بڑے مرتبے تک پہنچ چکے ہو اور حق تعالی کے مقربان خاص میں سے ہو چکے ہو، پس اگر اس تدبیر سے ابلیس کام یاب ہو گیا اور طالب کے دل میں عجب پیدا ہو گیا تو راہ حق سے گر گیا اور گم راہ ہو گیا اور پھر وہ راستہ نہیں پا سکتا۔ العیاذ باللہ۔(۱)

۱۲) بہت سے اہل تصوف اس راہ سے گر گئے، گم راہ ہو گئے اور پھر انہیں ہدایت کا راستہ نہ ملا۔(۲)

۱۳) طالب کو چاہئے کہ جو کچھ طاعت اور عبادت کر رہا ہے حق تعالی کی طرف سے سمجھے اور اللہ تعالی کی توفیق سے جانے اور اپنے کو ہر شخص سے کم تر سمجھے اور تکبر سے پرہیز کرے۔(۳)

۱۴) عام لوگ سمجھتے ہیں کہ فقرا و صوفیا کو کچھ مخصوص پوشیدہ اذکار و اشغال معلوم ہیں اور ان ہی کو اختیار کرتے ہیں جس کی وجہ سے کمال کو پہنچتے ہیں حالاں کہ حقیقت یہ ہے کہ صوفیا حضرات کا ذکر یہی نفی اثبات ہے جو کہ سب کو معلوم ہے اسی کو اختیار کرتے ہیں اس کے فوائد کثیر ہیں اور عنداللہ قدر و اجر عظیم ہے، چوں کہ یہ کلمہ سب کو معلوم ہے اس لئے اس کی قدر و اجر سے ناواقف ہیں، دنیا والوں کا یہ طریقہ ہے کہ جو چیز کم یاب ہو اس کی قدر کرتے ہیں اور جو چیز عام ہو ہر جگہ بآسانی مل سکتی ہو اس کی قدر نہیں کرتے (خواہ وہ کتنی ہی ضروری شئے ہو)۔(۴)

۱۵) انسان کا نفس مثل کتے کے ہے، انسان کو چاہئے کہ نفس کی خواہشات سے پرہیز کرے اور نفس کے ہوا اور ہوس کے درپے نہ ہو نفس کی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے دوسروں کی منت نہ کرے۔(۵)

۱۶) انسان کو باطن میں عقائد صحیحہ اور ظاہر میں اعمال صالحہ سے آراستہ ہونا چاہئے اور کوئی شخص

---

۱)۔ تجلیات شیخ ہالیجویؒ: ص: ۸۰۔۸۱۔

۲)۔ تجلیات شیخ ہالیجویؒ: ص: ۸۱۔

۳)۔ تجلیات شیخ ہالیجویؒ: ص: ۸۱۔

۴)۔ تجلیات شیخ ہالیجویؒ: ص: ۸۱۔

۵)۔ تجلیات شیخ ہالیجویؒ: ص: ۸۱۔ ۸۲۔

باطن میں عقائد صحیح رکھتا ہے لیکن ظاہر میں اعمال صالحہ سے مزین نہیں ہے تو یہ بھی سودمند ہے اور نجات کی امید ہے لیکن اگر کسی شخص کا باطن عقائد شرکیہ واعتقادات فاسدہ سے خراب ہے اور ظاہر اعمال صالحہ سے مزین ہے کوئی فائدہ نہیں، نجات کی امید نہیں جس طرح کہ کسی کا باطن بھی عقائد فاسدہ سے خراب ہو اور ظاہر بھی اعمال بد سے برباد ہو بالکل نجات کی امید نہیں۔(۱)

۱۷)طالب کو چاہئے کہ ارادہ صادق رکھے بغیر ارادت کے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا، اس راہ میں صدق ارادت ضروری ہے۔(۲)

۱۸)بیٹا! اس راہ میں بغیر ارادت کے سعادت حاصل نہیں ہوتی۔(۳)

۱۹)مشائخ نازک مواقع کے اندر مریدوں کی آزمائش کرتے ہیں۔صادق مرید، امتحان میں کام یاب ہوتے ہیں۔(۴)

۲۰)طالب کو چاہئے کہ وہ اپنے کو تمام مخلوق سے کم تر جانے، اس بنا پر کہ انسان اور جنات کے سوا جتنی مخلوق ہے، وہ عنداللہ مسئول نہیں، ہم مسئول ہیں، اس وجہ سے وہ ہم سے بہتر ہیں اور انسانوں اور جنوں میں سے مسلمان سب سے بہتر ہیں۔اس طور پر کہ ہر شخص کا مرتبہ عنداللہ کیا ہے وہ اللہ ہی کو معلوم ہے اور میرے پاس اپنی بہتری کی کوئی دلیل نہیں اور کافر بھی ہم سے بہتر ہیں، اس طور پر کہ اللہ کے یہاں اعتبار صرف آخری انجام کا ہے اور مجھے اس کی تصدیق نہیں کہ یہ کافر لوگ بغیر ایمان کے مرجائیں گے اور میں ایمان کے ساتھ اٹھوں گا، اس لئے چاہئے کہ طالب اپنے کو سب سے کم تر جانے۔(۵)

۲۱)دراصل دنیا میں مشغولی اور حق تعالی کی یاد سے غفلت کا سبب یا تو اللہ تعالی کے عذاب سے بے خوفی اور رب کریم کے انعام واکرام سے ناامیدی ہے یعنی بے خوفی وناامیدی دونوں

---

۱)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۸۲۔

۲)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۸۳۔

۳)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۸۴۔

۴)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۸۵۔

۵)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۸۶۔

ہیں، یا صرف اللہ تعالی کے عذاب سے بے خوفی ہے یا انعام و اکرام سے مایوسی ہے، اس لئے کہ جو شخص عذاب سے بے خوف اور ثواب سے مایوس ہوگا، یقینا حق تعالی کی اطاعت میں کوتاہی کرے گا اور گناہوں کا ارتکاب کرے گا۔ اسی طرح جو شخص صرف ثواب کی امید رکھتا ہے مگر عذاب کا خوف نہیں رکھتا وہ بھی اطاعت میں سستی کرے گا اور گناہوں کا ارتکاب کرے گا، اسی طرح جو شخص صرف عذاب سے ڈرتا ہے مگر نجات کی امید نہیں رکھتا یہ بھی اطاعت میں سستی و کاہلی کرے گا۔(۱)

۲۲) طالب کو اطاعت و عبادت میں اور اللہ تعالی کے ذکر میں ہمت سے کام لینا چاہئے۔(۲)

۲۳) طالب کو چاہئے کہ جس قدر بھی عبادت اور ذکر کرنا ہو ہمت سے کرے، بے ہمتی کو راہ نہ دے، اگر بے ہمت ہوا تو شیطان ملعون کہتا ہے کہ میرا تو مقصود یہی ہے۔(۳)

۲۴) طالب کو ذکر و اذکار و عبادت میں باہمت اور با استقامت ہونا چاہئے۔(۴)

۲۵) دنیا دار العمل ہے اور عقبی دار جزا، پس اے دستو! دنیا میں عمل کی کوشش کرو اور اللہ کے ذکر میں مشغول رہو تا کہ عقبی میں اس کا بدلہ پاؤ۔ اگر دنیا میں عمل نہ کیا گیا تو عقبی میں حسرت سے ہاتھ کاٹنا پڑے گا۔(۵)

۲۶) بیٹا! علم حاصل کرو، اس لئے کہ اس زمانہ کے پیر و فقیر، لوگوں کے ایمان کو غارت کرنے کے لئے جگہ جگہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ بغیر علم حاصل کے ہوئے ان غارت گروں سے ایمان کو بچانا مشکل ہے، اس لئے اگر قرآن کریم کا علم پڑھا ہوا ہو اور قرآن کریم کے معانی اور اسلام کے احکام سے واقف ہو تو ان مکاروں کے مکر سے چھٹکارا حاصل کیا جا سکتا ہے۔(۶)

۲۷) پہلے زمانے میں بھنگی اور بے دین طلب علم سے منع کیا کرتے تھے لیکن اس زمانے کے

---

۱)۔ تجلیات شیخ ہالیجویؒ: ص: ۸۸۔
۲)۔ تجلیات شیخ ہالیجویؒ: ص: ۹۰۔
۳)۔ تجلیات شیخ ہالیجویؒ: ص: ۹۰۔
۴)۔ تجلیات شیخ ہالیجویؒ: ص: ۹۰۔
۵)۔ تجلیات شیخ ہالیجویؒ: ص: ۹۱۔
۶)۔ تجلیات شیخ ہالیجویؒ: ص: ۹۳۔ ۹۴۔

پیر اور سجادہ نشین طلب علم سے منع کرتے ہیں حالاں کہ اگر علم کی زیادتی گم راہی کا سبب ہوتی تو جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق تعالی قرآن کریم میں: وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا کی دعا تعلیم نہ فرماتا، چوں کہ اس زمانے کے پیروں کے کردار شریعت کے مخالف ہیں اس لئے اپنے مریدوں کو حصول علم سے روکتے ہیں، کیوں کہ اگر مرید علم حاصل کرلے گا اور قرآن وحدیث اور جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں سے واقف ہوجائے گا تو ہمارے اعمال وافعال کو انتہائی مکروہ سمجھے گا اور ہمارے حلقہ ارادت سے باہر ہوجائے گا، اگر اسی طرح سے جاہل اور بے علم رہے گا تو ہمارے اعمال وافعال سے تعرض نہ کرے گا اور ہمیشہ ہمارا مرید اور خادم بنا رہے گا۔(۱)

۲۸) علم دین کے طالب کو چاہئے کہ علم دین کے حاصل کرنے میں جتنی بھی تکالیف آئیں خواہ خورد ونوش کی کمی ہو یا کوئی اور سب کو برداشت کرنا چاہئے اور طلب علم میں مشغول ہونا چاہئے تاکہ عنداللہ اجر وثواب حاصل کرسکیں۔(۲)

۲۹) استاذ کا بہت ادب کرنا چاہئے، معمولی باتوں میں استاذ کو رنج نہیں پہنچانا چاہئے۔(۳)

۳۰) جس شخص کے دل میں غیر کی محبت ہوتی ہے، اس کا دل کبھی خوش ہوتا ہے اور کبھی غم گین ہوتا ہے، دنیا کی چیزوں کی محبت اور تعلق خوشی اور غمی دونوں کے باعث ہوتے ہیں۔(۴)

۳۱) جو دل شکستہ ہو اس میں غیر کی محبت نہیں ٹھہر سکتی، جب طالب کا دل غیر کی محبت وتعلق سے خالی ہوجاتا ہے، اس کے دل میں نہ کوئی غم ہوتا ہے نہ خوشی ہوتی ہے۔ حق تعالی کا وصول حاصل ہوجاتا ہے۔(۵)

۳۲) غیر کا تعلق حجاب ہے جب غیر کا تعلق نہ ہوگا تو تمام حجابات مرتفع ہوں گے صرف حجاب نور باقی رہ جائے گا اور حجاب نور آخرت میں جنت سے مرتفع ہوجائے گا اور حق تعالی کی زیارت

---

۱)۔ تجلیات شیخ ہالیجویؒ: ص:۹۶۔

۲)۔ تجلیات شیخ ہالیجویؒ: ص:۹۶۔۹۷۔

۳)۔ تجلیات شیخ ہالیجویؒ: ص:۹۸۔

۴)۔ تجلیات شیخ ہالیجویؒ: ص:۹۸۔

۵)۔ تجلیات شیخ ہالیجویؒ: ص:۹۸۔

حاصل ہوجائے گی۔(۱)

۳۳)واصلوں اور عارفوں کو اس دنیا میں زیارت قلبی حاصل ہوتی ہے اور عقبی میں سر کے آنکھوں سے زیارت حاصل ہوگی۔(۲)

۳۴)بندہ کو چاہئے کہ دل حق تعالی کو دے، اگر اس کا دل حق تعالی کے ساتھ ہے، اگرچہ مال ومتاع اولاد وغیرہ بھی رکھتا ہے، پھر بھی وہ شخص آزاد ہے اور اگر کوئی شخص اسباب دنیا میں سے مال ومتاع زن وفرزند کچھ نہیں رکھتا لیکن اس کا دل ان چیزوں کے حاصل کرنے میں گرفتار ہے تو وہ شخص محبوس ہے۔(۳)

۳۵)جس شخص نے حق تعالی کی محبت کو اپنے دل میں بویا اور اس کی پرورش کی اور دل کو مال واولاد کی محبت سے محفوظ رکھا وہ آرام اور سکون کے اندر رہتا ہے۔اس کے دل پر کوئی پریشانی نہیں آتی، خواہ دنیا میں آگ لگ جائے، پھر بھی اس کے دل میں کوئی پریشانی نہیں آتی، اس کے اوقات سکون وآرام اور حق تعالی کی محبت اور یاد میں گزرتے ہیں اور جس کے دل میں حق تعالی کے غیر، مال واولاد وغیرہ کی محبت ہو اس کے اوقات اضطراب اور پریشانی میں گزرتے ہیں اور کوئی سکون وآرام اس کے دل کو میسر نہیں ہوتا۔(۴)

۳۶)اگر کوئی شخص خود اپنے اندر متوجہ ہو اور لطائف کے اندر ذات حق کا ذکر کرے تو تجلیات کے موتی اور انوار حق اس کی نگاہ میں آئیں گے اور اس کو حق تعالی کی معرفت حاصل ہوگی۔(۵)

۳۷)جو شخص اپنے نفس کے عیوب پر واقف ہوگا، دوسروں کے عیوب پر نظر نہیں کرے گا اور اپنے نفس کی اصلاح کرے گا۔پس اس کو حق تعالی کی معرفت حاصل ہوجائے گی۔(۶)

---

۱)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۹۹۔

۲)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۹۹۔

۳)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۹۹۔

۴)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۱۰۰۔

۵)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۱۰۱۔

۶)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۱۰۱۔

۳۸)جو شخص کے اپنے نفس کے عیوب پر نظر نہیں کرے گا بل کہ دوسروں کے عیوب پر نظر رکھے گا وہ اپنے نفس کی اصلاح کی کوشش نہیں کرے گا۔(۱)

۳۹)جو شخص کہ اپنی ذات کے اندر حق تعالی کی قدرت کا معائنہ کرے گا کہ یہ میرا جسم اور میرے اعضا اللہ تعالی کے بنائے ہوئے ہیں، اپنی ذات کے اندر اللہ تعالی کی قدرت کو دیکھ کر اس کی طرف متوجہ ہوگا۔(۲)

۴۰)بندہ کو چاہئے کہ ہمیشہ اپنے گناہوں کا معترف اور مقررہے اور اپنی طاعت وعبادت اور عزت وکرامت کو دیکھ کر خود بینی نہ کرے اور عجب کو اپنے نفس میں راہ نہ دے اور جو کچھ بھی عبادت وکرامت حاصل ہو اس کی نسبت حق تعالی کی جانب کرے اور یہ سمجھے کہ حق تعالی کی توفیق میسر ہے اور اپنے نفس کو قاصر وعاجز شمار کرے۔(۳)

۴۱)بندہ کو چاہئے کہ اللہ تعالی کی نعمتوں کو دیکھ کر انہیں کے اندر نہ مشغول ہو جائے اور مقصود انہیں کو نہ بنالے، اللہ تعالی کی ذات کے سوا کسی غیر کی طرف توجہ نہ کرے بل کہ صرف حق تعالی کو اپنے دل میں جگہ دے اسی کو عاشق کہتے ہیں جو کہ معشوق کے سوا کسی چیز کی طرف توجہ نہ کرے اور اس کی آنکھ میں کوئی اور نہ سمائے۔(۴)

۴۲)بندہ کو چاہئے کہ خود کو قاصر جانے اور اپنے قصور کا معترف رہے، کبر وعجب کو اپنے نفس میں راہ نہ دے۔(۵)

۴۳)طالب حق کو طلب حق کے راستے میں جو تکالیف بھی سر پر آئیں، برداشت کرنا چاہئے اور استقامت واستقلال کے ساتھ طلب میں مشغول ہونا چاہئے۔(۶)

---

۱)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۱۰۲۔
۲)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۱۰۲۔
۳)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۱۰۳۔
۴)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۱۰۴۔
۵)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۱۰۴۔
۶)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۱۰۵۔

۴۴)طالب حق تعالی اگراس ارادے سے اللہ تعالی کی محبت میں مشغول رہے تو واصل الی اللہ ہوکر حق تعالی کے مقربین میں ہوجائے گا اگر مطلب حقیقی کے حصول سے پہلے مرگیا تو آخرت میں کامل واصلین کے ساتھ اٹھایا جائے گا اور اس کا اجر اللہ رب العزت پر ثابت ہوگا۔(۱)

۴۵)انسان کو خالق حقیقی نے پیدا کیا ہے اس لئے چاہئے کہ اپنے خالق کے وصال کا طالب ہو تسخیر جنات کی طلب کو چھوڑ دے کیوں کہ یہ جنات گم راہی کا باعث ہوتے ہیں اور یہ جنات اکثر گم راہ لوگوں سے تعلق رکھتے ہیں پس انسان کو چاہئے کہ اپنے نفس کے تسخیر کی کوشش کرے تا کہ اس کا نفس مسخر اور مطیع ہوجائے اس لئے کہ اس کی تسخیر حق تعالی کی رضا کا سبب ونجات آخرت کا باعث ہے۔(۲)

۴۶)طالب حق کو چاہئے کہ دنیا کی لذتوں سے منہ موڑ لے اور حق تعالی کی ذات کی طرف متوجہ ہوجائے اور حق تعالی سے تعلق پیدا کرے اور حق تعالی کی یاد سے اپنے کو مانوس کرے۔(۳)

۴۷)حق تعالی کے طالب صادق وعاشق صادق کو بطریق اولی چاہئے کہ غیر حق سے اور دنیا و مافیہا سے تعلقات منقطع کر کے اپنے معشوق حقیقی میں مشغول رہے۔(۴)

۴۸)دنیا کے لئے کیوں غم کیا جائے اس لئے کہ دنیا کی عزت کے پیچھے ذلت اور دنیا کی خوشی کے پیچھے غم اور راحت کے بعد مصیبت چلی آرہی ہے۔اہل دنیا کے یہاں مقبولیت کے لئے غم نہیں کرنا چاہئے بل کہ حق سبحانہ کے پاس عزت حاصل کرنے کے لئے غم کھانا چاہئے کہ عنداللہ مقبول ہوتا ہوں یا مطرود اور آخرت کے لئے غم کھانا چاہئے کہ آخرت کی زندگی دائم وباقی ہے۔(۵)

۴۹)جب کسی پر مصیبت آتی ہے تو اس کی نوعیت تین طرح کی ہوتی ہے:

اول:غضب الٰہی دوم: گناہوں کی معافی

---

۱)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۱۰۶۔

۲)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۱۰۷۔

۳)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۱۰۷۔۱۰۸۔

۴)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۱۰۸۔

۵)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۱۱۰۔

سوم: بلندی درجات

ہر نوع اس طرح پہچانی جاتی ہے کہ اگر کسی پر مصیبت آجائے اور وہ نالاں ہو جزع فزع کرنے لگے تو سمجھا جائے گا کہ یہ غضب الٰہی ہے، اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہے۔ اگر مصیبت پر صبر کرے تو سمجھا جائے گا کہ اس کے گناہ معاف ہو رہے ہیں اور اگر مصیبت پر راضی ہو جائے تو سمجھا جائے گا کہ یہ مصائب بلندی درجات کے لئے ہیں۔

پس مومن کو چاہئے کہ جو نقصان پہنچے اور مصیبت آئے اس پر صبر کرے اور راضی بقضاء الٰہی رہے تا کہ اس کے گناہ معاف ہوں اور درجات بلند ہوں۔ (۱)

۵۰) بندہ مومن قوت اور جوانی کی حالت میں جو اعمال صالحہ عبادات و ریاضات اذکار وغیرہ کرتا ہے کم زوری اور بڑھاپے کی حالت میں۔۔۔اس قدر عبادت نہیں کر سکتا۔ پھر بھی حق تعالیٰ اس بندے کو اجر کامل عطا فرماتا ہے اسی مقدار میں جو کہ جوانی اور قوت کی حالت میں کرتا تھا، ذرا بھی کمی اجر و ثواب کے اندر نہیں ہوتی۔ (۲)

۵۱) حالت نماز چوں کہ شیطان ملعون سے مقابلہ کی حالت ہے اس لئے شیطان ملعون ، نماز میں وسوسہ ڈالتا ہے تا کہ نماز سے غافل ہو جائے اور وساوس میں مشغول ہو جائے۔ پس جس شخص کو کہ یک سوئی حاصل نہ ہو وہ معذور ہے وساوس کی وجہ سے نماز میں نقصان نہیں ہوگا۔ (۳)

۵۲) جس شخص کو وساوس پر غلبہ حاصل ہوا اور عبادت میں یک سوئی حاصل ہو، اس کو چاہئے کہ پوری توجہ سے کوشش کرے تا کہ وساوس نہ آئیں اور عبادت میں خصوصا نماز میں حضوری و یک سوئی حاصل ہو جائے۔ (۴)

۵۳) جب سالک کسی مقام قرب میں پہنچ جاتا ہے تو اس کے شوق کا گھنٹہ اور قلب کا اشتیاق آواز دیتا ہے کہ یہ جگہ کھڑے ہونے کی نہیں، سامان سفر اٹھالو اور آگے بڑھو۔ یہاں تک کہ سالک

---

۱)۔ تجلیات شیخ ہالیجویؒ: ص:۱۱۱۔۱۱۲۔

۲)۔ تجلیات شیخ ہالیجویؒ: ص:۱۱۲۔۱۱۳۔

۳)۔ تجلیات شیخ ہالیجویؒ: ص:۱۱۵۔

۴)۔ تجلیات شیخ ہالیجویؒ: ص:۱۱۶۔

مقام فناء الفنا میں پہنچ جاتا ہے، پھر خود بھی فنا ہوجاتا ہے اور اس کی طلب بھی فنا ہوجاتی ہے۔(۱)

۵۴)طالب حق وسالک کے سلوک کے راستے میں کبھی بسط کی حالت ہوتی ہے، کبھی قبض کی حالت وارد ہوتی ہے، اس لئے کہ بسط کی حالت میں اندیشہ ہوتا ہے کہ شاید سالک کے قلب میں عجب وغرور پیدا ہوجائے، اس لئے قبض کی حالت طاری ہوتی ہے تاکہ سالک کے قلب میں عجب پیدا نہ ہو کیوں کہ غرور وخود پنداری راہ سلوک کے خلاف ہے۔(۲)

۵۵)طالب حق کو ابتدائے سلوک میں قبض وارد ہو تو دل تنگ نہ ہونا چاہئے نہ رنجیدہ خاطر ہونا چاہئے۔اس لئے کہ حالت قبض مبتدی کے لئے مفید ہے۔حالت بسط سے جو کہ ابتدا میں عجب وغرور کا سبب ہوسکتا ہے۔چوں کہ سالک قبض کی وجہ سے اپنے کو کم تر سمجھتا ہے تواضع وعاجزی اختیار کرتا ہے اور حق تعالی کی طلب میں استقامت اختیار کرتا ہے اس لئے مقبول بارگاہ رب العزت ہوجاتا ہے۔(۳)

۵۶)جب ذکر اللہ سے قلب مومن منور وروشن ہوجاتا ہے تو تجلیات حق تعالی مومن کے قلب منور پر متجلی ہوتی ہیں یہی نور علی نور ہے۔(۴)

۵۷)سالک کو راہ سلوک میں مختلف حالات پیش آتے ہیں کبھی قبض اور کبھی بسط، کبھی تجلیات اور مشاہدات اور کبھی استتار، حالت کے لئے دوام وقرار نہیں ہوتا کبھی کوئی حال کبھی کوئی حال۔(۵)

۵۸)سالک کو مختلف حالات پیش آتے ہیں، ان حالات کی طرف کچھ توجہ نہیں کرنی چاہئے ذکر وعبادت میں مشغول ہونا چاہئے تاکہ اللہ تعالی کی رضا حاصل ہو اور اصل مقصود رضا رب ہے۔(۶)

۵۹)بندہ کو ذکر وعبادت کے ساتھ پیش قدمی کرنی چاہئے اور اللہ تعالی کا قرب ڈھونڈنا

---

۱)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۱۱۷۔۱۱۸۔

۲)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۱۱۸۔۱۱۹۔

۳)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۱۲۰۔

۴)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۱۲۳۔

۵)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۱۲۴۔

۶)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۱۲۵۔۱۲۶۔

چاہیئے، اللہ تبارک وتعالی خود بندے کی طرف توجہ فرماتا ہے اور قریب ہوجاتا ہے اور بندہ کو اپنے قرب سے نوازتا ہے۔(۱)

۶۰)اگر بندہ ذکروعبادت کے ساتھ رب تعالی کا قرب ڈھونڈے تو رب تعالی بھی رحمت ومغفرت کے ساتھ بندے سے قریب تر ہوتا رہتا ہے۔(۲)

۶۱)اگر کوئی شخص بداعمال وگناہ گار ہولیکن اپنے گناہوں کا معترف ہو اور اپنے کو گناہ گار سمجھتا ہے تو وہ شخص اپنے گناہوں کی معافی ومغفرت کا طلب گار ہوگا اور اپنی اصلاح کی کوشش کرے گا، امید ہے کہ اللہ تعالی اس کے گناہوں کو بخش دے اور اس کی کوشش کو قبول فرمالے اور اس کے اعمال کو قبول فرمالے۔(۳)

۶۲) کامل بنو، عامل نہ ہو، عامل وہ ہے جو خدا کو اپنی مرضی پر چلانا چاہتا ہے۔کامل وہ ہے جو خود کو خدا کی مرضی پر چلانا چاہتا ہے۔(۴)

۶۳)اہل تصوف نے لکھا ہے کہ ذاکر اس کو کہتے ہیں کہ ان کا تعلق ہروقت اللہ رب العزت کے ساتھ ہوتا ہے، یہاں تک کہ اپنے اہل کے ساتھ ہم بستر ہوں، جب بھی ان کا تعلق رب تعالی کے ساتھ ہوتا ہے۔(۵)

۶۴) خلافت میرے ہاتھ میں نہیں ہے، یہ اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہے،جس کو چاہتا ہے یہ نعمت یعنی خرقہ خلافت عطا فرماتا ہے، مجھے اس بارے میں کوئی اختیار نہیں ہے۔(۶)

۶۵)اگر مجھے محبوب حقیقی کی محبت اور اس کی رضا کے لئے پتھر بھی پیسنے پڑیں تو میں یہ کام

---

۱)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۱۲۶۔

۲)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۱۲۷۔

۳)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۱۲۷۔

۴)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۱۳۳۔

۵)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۱۳۴۔

۶)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۱۳۴۔

کرنے کے لئے تیار ہوں تا کہ اس محبوب حقیقی کی رضا حاصل ہو۔(۱)

۶۶) بے شک جب جاہل اور نااہل لوگ برسر اقتدار ہوں تو حق کی آواز کون سنتا ہے۔جس وقت کہ اہل علم و متقی لوگ اس مقام پر فائز ہوں ہو باطل دبا ہوتا ہے۔مگر اہل باطل اپنا کام کر رہے ہیں اور آپ اپنا کام کرتے رہیں۔اللہ کریم دیکھ رہا ہے۔(۲)

۶۷) سعید فطرت انسان ،اہل حق کی طلب میں ہوتے ہیں اور ان کی صحبت اختیار کرتے ہیں۔خیر و بھلائی پاتے ہیں اور یہی حال بدفطرت انسان کا ہے۔آخری بدی کو پہنچتا ہے۔(۳)

۶۸) آج کل نہایت کم لوگ صفائی دل کی طرف توجہ کرتے ہیں،مکان کو اگر صاف نہ کیا جائے تو تعفن پھیل جاتا ہے۔زراعت کو اگر گھاس وغیرہ سے صاف نہ کیا جائے تو نقصان ہوتا ہے۔افسوس کہ لوگوں نے صفائی قلب کو فراموش کر دیا ہے جو کہ انتہائی ضروری چیز تھی۔۔۔بے شک صفائی قلب ذکر اللہ سے حاصل ہوتی ہے۔(۴)

۶۹) سالک کو راہ سلوک میں استقامت اور اخلاص سے قدم رکھنا چاہئے اور اس راہ کی دشواریوں کو برداشت کرنا چاہئے۔(۵)

۷۰) مشرک،اللہ رب العزت کی توہین کرتا ہے اور بدعتی جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرتا ہے۔اس طرح پر مشرک اللہ تعالی کو اپنی حاجت روائی کے لئے کافی نہیں سمجھتا،اس لئے اس کی نظر غیروں کی طرف اٹھتی ہے۔۔۔اسی طرح بدعتی جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرتا ہے اس لئے کہ جب کوئی نیا کام دین میں نکالتا ہے،زبان حال سے یہ دعوی کرتا ہے کہ یہ نیکی جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رہ گئی۔آپ نے اپنی امت کو یہ نیکی نہیں سکھائی،گویا کہ دین مکمل نہیں ہوا تھا،اب یہ مکمل کر رہا ہے اور جس نبی کا دین مکمل نہ ہو تو وہ نبی کامل کیوں کر ہو سکتا ہے،اسی طرح بدعتی جناب نبی

---

۱)۔تجلیات شیخ بالیجویؒ:ص:۱۳۵۔

۲)۔تجلیات شیخ بالیجویؒ:ص:۱۳۶۔

۳)۔تجلیات شیخ بالیجویؒ:ص:۱۳۶۔

۴)۔تجلیات شیخ بالیجویؒ:ص:۱۳۷۔

۵)۔تجلیات شیخ بالیجویؒ:ص:۱۳۷۔

کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرتا ہے۔(۱)

۷۱)بدعتی منافق ہوتا ہے، بدعت ونفاق لازم وملزوم شئے ہے۔(۲)

۷۲)ہم نے کتابوں کی الماریاں پڑھیں اور پڑھائیں اور مطالعہ کیا، مگر جب حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو کلمہ لا اِلٰہ اِلا اللہ محمد رسول اللہ، ازسرنو پڑھ کر مسلمان ہوئے۔(۳)

۷۳)یہ رزق ہمیں اللہ تعالی کی طرف سے بطور امانت ملا ہے تا کہ ہم امانت داری سے اللہ کے بندوں کو کھلائیں نہ کہ بے جا اسراف کریں اور زمین پر بکھیر دیں اور امانت میں خیانت کریں لنگر تقسیم کرتے وقت یہ خیال رکھیں کہ اللہ تعالی کا دیا ہوا رزق ضائع نہ ہو۔(۴)

۷۴)بندہ کو اگر عبادت اور ذکر کی توفیق ہو تو اس کو اللہ تعالی کی طرف سے جانے اور اس کی مہربانی و فضل سمجھے اور اپنے آپ کو ضعیف و حقیر تصور کرے۔(۵)

۷۵)اللہ تعالی کا دین متین کسی شخص کا محتاج نہیں ہے، بل کہ اللہ تعالی خود حفاظت دین متین کی کرتا ہے اور دوسرے بندے دین متین کی حفاظت کے لئے پیدا کرتا ہے۔(۶)

۷۶)جس قدر اللہ تعالی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع کروگے تو شیخ سے بھی نسبت زیادہ ہوگی اگر اللہ تعالی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع میں کوتاہی کروگے تو شیخ سے بھی نسبت کم ہو جائے گی۔(۷)

۷۷)جس حالت میں ہو ذکر پر پابندی کریں سستی نہ کریں، حالت آتی جاتی ہے اس کو دوام نہیں، ذکر وعبادت میں کاہلی نہ کریں مجھے اگرچہ اکثر قبض رہتا تھا بعدۂ صبر واستقامت سے کام لیا

---

۱)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۱۳۹۔

۲)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۱۴۰۔

۳)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۱۴۱۔

۴)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۱۴۱۔

۵)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۱۴۲۔

۶)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۱۴۳۔

۷)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۱۴۴۔

کوئی شکایت نہیں کی، اللہ تعالی کا فضل اور توفیق شامل حال رہی اور ذکر میں مشغول رہا۔(۱)

۷۸)ذکر کریں، عبادت میں توجہ رکھیں، وساوس کی طرف مطلق توجہ نہ کریں جیسا کہ ایک گداگر گداگری کے لئے نکلتا ہے پس کتے اس پر بھونکتے ہیں وہ لاٹھی سے ان کو دفع کرتا ہے مگر ان کی طرف مطلق توجہ نہیں کرتا اپنے مقصود حقیقی کے طرف اور ذکر کی طرف توجہ کریں وسوسے خود بہ خود ختم ہوجائیں گے۔(۲)

۷۹)انسان پر لازم ہے کہ اس منعم حقیقی کے ساتھ اچھا کامل تعلق پیدا کرے اور غیر اللہ سے تعلق منقطع کرے یہی ہے مقصود تصوف کہ غیر اللہ دنیا و مافیھا کو ترک کر کے اس سے تعلق توڑ لے اور اللہ تعالی کے ساتھ تعلق تام جوڑ لے۔(۳)

۸۰)یہ قرآن مجید آنکھوں کا نور ہے دل کا سرور ہے اور دماغ کی راحت ہے۔اے اللہ! ہمیں اس قرآن مجید سے نفع اٹھانے کی توفیق دے۔آمین ثم آمین۔(۴)

۸۱)اللہ تعالی کی اپنے بندے پر یہ نعمت ہے کہ وہ اس کو مال عطا کرے اور وہ بندہ اس کو دین کے کاموں پر خرچ کرے۔یہ بہت بڑی غنیمت ہے، مال کا حصول تین قسم پر ہے:

۱)ثواب ۲)حساب ۳)عذاب

بندہ کو مال حاصل ہوتا ہے پھر اس کو اللہ کی رضا کی خاطر دین کے کاموں پر اور اسلام، جہاد فی سبیل اللہ پر خرچ کرتا ہے یہ مال اس کے لئے ثواب کا ذریعہ ہوگا۔

اگر مال اپنے نفس پر خرچ کرتا ہے تو اس کا خدا کے ہاں حساب ہوگا۔

اگر مال جمع کرے حقوق اللہ سے اعراض کرے تو یہ مال اس کے لئے ذریعہ عذاب ہوگا۔(۵)

۸۲)جو بڑی ہستی ہوتی ہے اس کو سب سے بڑی خوشی اس بات پر ہوتی ہے کہ اس کے آگے

---

۱)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۱۴۵۔

۲)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۱۴۶۔

۳)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۱۴۸۔

۴)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۱۴۹۔

۵)۔تجلیات شیخ ہالیجویؒ:ص:۱۵۰۔

آدمی اپنے آپ کو کم تر اور عاجز سمجھیں، جتنا بندہ اپنے آپ کو خداوند قدوس کے آگے کم تر سمجھتا اور عاجز وحقیر جانتا ہے اسی قدر اس کی طرف خدا کی رحمت متوجہ ہوتی ہے۔ مطیع اور فرماں بردار ہونا بھی اس ہستی کی قدر دانی ہے۔ بندہ کبھی بھی نافرمانی نہ کرے اور ہر وقت اس کا مطیع رہے یہ ہے معرفت الٰہی، اپنے آپ کو کچھ نہ سمجھے، جو کچھ ہو رہا ہے وہ سب اس کی طرف سے ہو رہا ہے، انسان میں یہ خصلت پیدا ہو جائے تو وہ خدا کے آگے محتاج اور متضرع ہو، اسی پر تکیہ کرے، سب کاموں میں اسی پر سہارا کرتا رہے، یہ خصلت بندہ کی خدا کو بہت پسند ہے۔(۱)

۸۳) بیٹا! نفس اور شیطان انسان کو برے کاموں کی طرف کھینچتے ہیں لیکن ایمان کی طاقت اس کو روکتی ہے، یہ سب تجھے گم راہی کی طرف بلاتے ہیں ایسی ہی ایمانی طاقت سے انسان برائی سے بچ جاتا ہے۔(۲)

۸۴) شیطان زیادہ تر نیکو کار شخص اور دین کے کام کرنے والے کو ہی بدنام کرتا ہے، اس کی بدنامی کے ذریعہ بہت سی مخلوق کو اپنی طرف کھینچتا ہے کیوں کہ دین دار اور وقعت رکھنے والے شخص سے برا کام ہو جائے تو اور لوگوں کی بھی ہمت ٹوٹ جاتی ہے، وہ سمجھیں گے کہ اس دین دار شخص نے بھی برائی کی ہے تو پھر ہم کیسے بچ سکیں گے، اس اہمیت کے پیش نظر عام آدمیوں کے مقابلے میں دین دار آدمی کی برائی اسلام سے بدگمانی پیدا کرتی ہے اور اسلام پر ایک داغ لگ جاتا ہے۔(۳)

۸۵) سلف صالحین کا اختلاف حق کے ظاہر ہونے کے لئے ہوتا تھا لیکن آج کل ضد اور حسد کا اختلاف ہے۔(۴)

۸۶) اللہ والے بندے اپنے نفس کو مغلوب رکھتے ہیں، اللہ تعالی کی عظمت اور کبریائی کا اثر اللہ والوں پر ہوتا ہے تو اپنی عظمت اور بڑائی ان سے بھول جاتی ہے۔(۵)

---

۱)۔ تجلیات شیخ ہالیجویؒ: ص:۱۵۱۔ ۱۵۲۔

۲)۔ تحفۃ السالکین: ج:۱ ص:۷۶۔

۳)۔ تحفۃ السالکین: ج:۱ ص:۷۶۔

۴)۔ تحفۃ السالکین: ج:۱ ص:۸۰۔

۵)۔ تحفۃ السالکین: ج:۱ ص:۸۱۔

۸۷)علم ظاہری والے اپنے کو بڑا سمجھ کر دوسرے پر رعب جھاڑتے ہیں، اپنے کو بہت بڑی چیز سمجھتے ہیں، اس طرح نہیں کرنا چاہئے۔(۱)

۸۸)ایسے مسلم بنو کہ اہل کفر تمہیں دیکھ کر اسلام کی طرف کھنچ کر آئیں، ایسے کام مت کرو کہ جو اسلام سے نفرت کا باعث تمہاری ذات بن جائے۔(۲)

۸۹)جو بھی مسلمان ہے دین سے نسبت رکھتا ہے وہ برے کاموں سے اجتناب کرے کیوں کہ وہ برا کام کرے گا تو دوسرے لوگوں کا بھی حوصلہ ٹوٹ جائے گا، لوگ کہیں گے کہ فلاں تو کیسا دین کا کام کرتا تھا آج اس کا یہ حال ہے تو ہم پھر کیسے دین کا کام کر سکیں گے۔(۳)

۹۰)ہر ایک دین دار کو چاہئے کہ دین کی حفاظت کے لئے برے کاموں سے اپنے کو بچائے، کیوں کہ تمہیں دین دار سمجھا جاتا ہے تم خراب ہو گئے تو دین بھی خراب سمجھا جائے گا۔(۴)

۹۱)بیٹا! دنیا راستہ ہے گزرنے کا، جس طرح اللہ تعالی بندے کو رکھے بندہ اسی پر شکر کرے جو تکلیف آئے تو یہ سمجھے کہ وہ خود نہیں آئی بل کہ وہ میرے لئے لکھی ہوئی تھی، لوح محفوظ میں جو چیز لکھی ہوئی ہے وہ ضرور پہنچے گی۔(۵)

۹۲)مصیبت کی تین قسمیں ہیں:

۱)مومن کے درجات بلند کرتی ہے۔ ۲)گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔

۳)غصہ اور قہر کا سبب بن جاتی ہے لیکن یہ بات مبتلی بہ شخص (مصیبت زدہ) کے احوال سے سمجھ میں آئے گی، اگر وہ راضی رہا اور شکر گزار ہوا تو یہ مصیبت درجات بلند کرتی ہے، اگر صبر کیا جزع فزع نہیں کیا، شرک کا عمل نہیں کیا تو گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا لیکن اگر تکلیف آنے پر بندہ اللہ سے ناراض ہوتا ہے شرکیہ کام کرتا ہے پیروں فقیروں پر جا کر نذر و نیاز مانتا ہے تو یہ مصیبت اور قہر بن

---

۱)۔تحفۃ السالکین: ج:۱ص:۸۱۔

۲)۔تحفۃ السالکین: ج:۱ص:۸۲۔

۳)۔تحفۃ السالکین: ج:۱ص:۸۲۔۸۳۔

۴)۔تحفۃ السالکین: ج:۱ص:۸۳۔

۵)۔تحفۃ السالکین: ج:۱ص:۸۵۔

جاتی ہے۔(۱)

۹۳) دنیا میں کمی ہو جائے کوئی تکلیف اور غم آجائے تو انسان ہرگز نہ گھبرائے، اگر شکر کرے گا اور صبر کرے گا تو اللہ کی مہربانی ہو جائے گی، لیکن اگر نافرمانی کرے گا، شرک میں لگ جائے گا تو یہ مصیبت اللہ کا غضب بن جائے گی۔(۲)

۹۴) طالب علم کو چاہئے کہ وہ اپنے علم کی طرف کامل توجہ کرے، وہ اوراد و وظائف کی طرف زیادہ مائل نہ ہو، اتنا ہی کافی ہے کہ وہ سلسلہ میں داخل ہو جائے، جتنا وقت علم سے بچے تو اس میں تھوڑا اساذ کر کرلے، تکمیل کے بعد اس طرف توجہ کرے۔(۳)

۹۵) بیماری میں گھبرانا نہیں چاہئے، دوا پینے میں بھی نہیں گھبرانا چاہئے، یہ دنیا کی تکلیف کیا ہے، اصل تکلیف تو وہ آخرت والی تکلیف ہے، جب انسانوں کے دو گروہ ہو جائیں گے، ایک گروہ جہنم میں جائے گا اور دوسرا جنت میں۔(۴)

۹۶) تعویذ نہیں لکھنا چاہئے، اس طرح کرنے سے انسان کا وقت ضائع ہو جاتا ہے ہر وقت لوگوں کا ہجوم رہتا ہے، خاص کر دیہات میں، وقت بے وقت عورتیں آتی ہیں اور تعویذ مانگتی ہیں۔(۵)

۹۷) تعویذ لکھنے سے عورتوں کا ہجوم ہوتا ہے، انسان کو ان چیزوں سے پرہیز کرنی چاہئے، وہ دعائیں زیادہ ثواب اور مقبولیت رکھتی ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہیں وہ ہی پڑھنی چاہئیں۔(۶)

۹۸) انسان کو گمراہ کرنے کے لئے نئے نئے ڈھنگ ایجاد ہو چکے ہیں، کتنی ہی جماعتیں پیدا ہو چکی ہیں، اس لئے پہلے سے زیادہ علم حاصل کرنے کی ضرورت ہے، کاروبار، تجارت میں کافی

---

۱)۔تحفۃ السالکین: ج:۱ص:۸۶۔۸۷۔

۲)۔تحفۃ السالکین: ج:۱ص:۸۹۔

۳)۔تحفۃ السالکین: ج:۱ص:۸۹۔

۴)۔تحفۃ السالکین: ج:۱ص:۹۱۔

۵)۔تحفۃ السالکین: ج:۱ص:۹۲۔

۶)۔تحفۃ السالکین: ج:۱ص:۹۲۔

تنگیاں آ چکی ہیں، لہذا علم دین نہایت ہی ضروری ہے، اس کے بغیر انسان گم راہ ہوجائے گا۔(۱)

۹۹) عورت کے لئے تعلیم کو نہ چھوڑنا چاہئے۔(۲)

۱۰۰) اب اللہ والی راہ دکھانے کے لئے علما پر ذمہ داری ہے، ساری دنیا کی اصلاح کی ذمہ داری اللہ تعالی پر ہے اس لئے انبیا علیہم الصلاۃ والسلام بھیجے تاکہ انسان کی اصلاح ہو، ہدایت کی اشاعت کا کام اب علمائے کرام کے ذمہ ہے، جو شخص اللہ تعالی کی ہدایت نہیں جانتا وہ گویا کہ مرا ہوا ہے، جو ہدایت جانتا ہے وہ زندہ ہے اور اس کی وجہ سے اور لوگ بھی زندہ ہیں۔ ہدایت کے بغیر انسان مرے ہوئے بل کہ بدترین مردے ہیں اس زندگی کے اختتام کے ساتھ ایک موتی آتی ہے لیکن وہ موت سہل ہے مگر جہل والی موت بدترین موت ہے۔(۳)

۱۰۱) دنیا میں جو بھی کام کیا جاتا ہے تو اس کے لئے اہتمام کیا جاتا ہے، اہتمام کیا جائے گا تو کام اچھا ہوگا اور اس کا اچھا نتیجہ نکلے گا اور بلا اہتمام کام خراب ہوجائے گا، دین جیسے (عظیم) کام کے لئے اہتمام کرنا ضروری ہے، وہ اہتمام علما دین کرتے ہیں، دین کا اہتمام کرنے والے علما ہیں، لیکن علما ایسے ہوں جو توحید پرست ہوں، شرک اور بدعت میں مبتلا نہ ہوں، شرک اور بدعت کرنے والے عالموں سے دور بھاگو، ان میں کوئی بھی روحانی نور نہیں ہوتا، ایسا علم جس سے نور پیدا نہ ہو فقط ظاہری علم ہو تو وہ سود مند نہیں ہے۔(۴)

۱۰۲) جس علم سے حسد اور کبر پیدا ہو تو وہ علم شیطانی علم ہے، رحمانی علم نہیں۔ کوئی بڑا عالم نظر آیا تو اس پر حسد آ گیا، خود کو اچھا سمجھنا اور دوسرے کو برا جاننا یہ شیطانی صفت ہے، ہر وقت اللہ تعالی کے سامنے نیاز اور تواضع ہونی چاہئے، جو عالم علم پڑھے پھر اس کو اپنے اندر فضائل نظر آئیں تو وہ عالم بھی خراب نکلا، لیکن اگر اس کو اپنے اندر برائیاں نظر آئیں تو وہ کام یاب ہوا۔(۵)

---

۱)۔تحفۃ السالکین: ج:۱ص: ۹۳۔

۲)۔تحفۃ السالکین: ج:۱ص: ۹۴۔

۳)۔تحفۃ السالکین: ج:۱ص: ۹۴۔۹۵۔

۴)۔تحفۃ السالکین: ج:۱ص:۹۵۔

۵)۔تحفۃ السالکین: ج:۱ص:۹۵۔۹۶۔

۱۰۳) علم پڑھنا اچھا لیکن تفوق (برتر سمجھنا) برا کام ہے، ایک شخص قرآن پڑھا ہوا ہے اور دوسرے نے قرآن نہیں پڑھا ہے، قرآن پڑھا ہوا بلا شبہ اس سے بہتر ہے لیکن قرآن پڑھا ہوا اگر اپنے کو برتر سمجھے اور نہ پڑھے ہوئے کو حقیر جانے تو یہ بات خدا کو پسند نہیں، کون جانتا ہے کہ یہ پڑھا ہوا اللہ تعالی کے ہاں قریب ہے یا وہ جو نہ پڑھا ہو۔ اگر کوئی شخص اور زیادہ قرآن کا ترجمہ جانتا ہے اور وہ اپنے کو دوسروں سے افضل سمجھے دوسرا اس سے بھی زیادہ عربی جانتا ہے اور یہ ان دونوں سے اپنے کو زیادہ سمجھے یا پھر تفسیر کا علم رکھتا ہے اس لئے وہ سب سے اپنے کو زیادہ سمجھے یا یہ تفوق نفس کا فیصلہ ہے، علم میں برتری کی وجہ سے اللہ تعالی کے ہاں تقرب حاصل نہیں ہوسکتا، اللہ تعالی چاہے تو کتنا بھی بڑا عالم ہو تو اس کو جہنم میں ڈال دے اور ایک جاہل کلمہ پڑھنے والے کو جنت میں داخل فرمادے۔ یہ علم اللہ کو ہے۔ علم بھی ہو اللہ تعالی کے ہاں قبولیت بھی ہو، باطن والوں کی نظر اللہ کی قبولیت پر ہوتی ہے اور ظاہری علم والوں کی نظر ظاہر پر ہوتی ہے کہ کتنا بڑا عالم ہے، اتنا سارا علم حاصل کیا ہے لیکن دیکھو شیطان کتنا بڑا عالم تھا وہ ذلیل وخوار ہوگیا۔(۱)

۱۰۴) دنیا سے جو شخص زندگی پوری کر کے آگے جاتا ہے تو اگر اس آدمی نے اللہ کی طرف سے آئی ہوئی چیز پر یقین کر کے عمل کیا تو وہ کامیاب نکلا، جو شخص اس سے پھر کر مر گیا، وہ ناکام نکلا، یہ چیز تو اللہ ہی جانتا ہے۔(۲)

۱۰۵) اللہ والے دوسروں کو نیک اور اپنے کو برا سمجھتے ہیں یہ علم باطن کا نتیجہ ہے، ان کی نظر مقبولیت پر ہوتی ہے ان کی نظر اس پر ہوتی ہے کہ اللہ تعالی راضی ہوا یا نہیں، ظاہری علم والے سمجھتے ہیں کہ یہ کیا جانتا ہے کسی سے غلط مسئلہ بیان ہوجائے تو یہ خوش ہوتے ہیں کہ واہ میں اس سے زیادہ جاننے والا ہوں، یہ تو نااہل ہے۔ اور اگر کسی سے صحیح مسئلہ بیان ہوا تو ناراض ہوجائیں گے کہ اس کی عزت ہوگئی، یہ نفس کی خباثت ہے۔(۳)

---

۱)۔ تحفۃ السالکین: ج:۱ص:۹۶۔۹۷۔

۲)۔ تحفۃ السالکین: ج:۱ص:۹۷۔

۳)۔ تحفۃ السالکین: ج:۱ص:۹۸۔

۱۰۶)جوشخص والدین کا فرماں بردار ہوگا وہ کبھی بھی مشکل دن نہیں دیکھے گا۔(۱)

۱۰۷)ماں اگرچہ کافرہ ہواور بدعادتی رہے تب بھی اس کے ساتھ نیکی کی جائے۔(۲)

۱۰۸)ماں باپ بچپن سے خدمت کرتے ہیں،اولاد کو پالتے ہیں ہر وقت ان کی نوکری میں لگے ہوئے ہوتے ہیں بچپن میں گود میں اٹھا کر گھماتے ہیں پھر بڑے ہوکران کی خدمت کرنا اولاد کو مشکل لگتا ہے اوراولاد کہتی ہے کہ اب ان کے سامنے میں کیسے ذلیل ہوں، یہ وجہ ہے کہ اولاد ،ماں باپ کی نافرمان ہوتی ہےاوران کی مخالفت کرتی ہے۔(۳)

۱۰۹)انسان کو یہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالی موت اس حالت میں دے کہ وہ بندے سے راضی ہو۔(۴)

۱۱۰)بے دین لوگوں کے ساتھ تعلق نہ رکھنا چاہئے،ان کے ساتھ رہنا دین کے لئے مضر ہے۔(۵)

۱۱۱)اللہ تعالی نے بندہ کوورد کا حکم دیا ہے، بندہ حکم کا تابع دار ہے،آگے چل کر جو وساوس پیدا ہوتے ہیں ان کے لئے بندہ مکلف نہیں ہے۔(۶)

۱۱۲)آدمی کو خطرات پیدا ہوتے ہیں،ذکر میں نماز میں،توان کو چھوڑ دے فکر نہ کرے بل کہ ان کا علاج خود ذکر ہی ہے۔ذکر کا نوراورغلبہ پیدا ہوگا تو یہ وسوسے خود ختم ہو جائیں گے۔(۷)

۱۱۳)وساوس آنے کی وجہ سے نماز نہ پڑھی جائے یا ذکر چھوڑ دیا جائے،اس طرح ہرگز نہیں کرنا چاہئے،انسان کو خطرات وضو میں،نماز میں،پاکی میں،کپڑوں میں،نیت کرنے میں پیدا ہوتے ہیں ان کا علاج یہ ہے کہ عمل کرتا رہے،وسوسہ کی طرف دھیان نہ کیا جائے،شیطان کہے کہ

---

۱)۔تحفۃ السالکین:ج:۱ص:۱۰۰۔

۲)۔تحفۃ السالکین:ج:۱ص:۱۰۰۔

۳)۔تحفۃ السالکین:ج:۱ص:۱۰۰۔

۴)۔تحفۃ السالکین:ج:۱ص:۱۰۳۔

۵)۔تحفۃ السالکین:ج:۱ص:۱۰۴۔

۶)۔تحفۃ السالکین:ج:۱ص:۱۰۶۔

۷)۔تحفۃ السالکین:ج:۱ص:۱۰۶۔

وضونہیں ہوا،اس سے کہو بھلے نہ ہو،وہ کہے گا کہ نماز نہیں ہوئی،تم کہو کہ بھلے نہ ہو،ورنہ یہ اتنے وساوس پیدا ہوں گے کہ ہر چیز بند ہوجائے گی،بولنا بھی بند ہوجائے گا،اس لئے ان وساوس پر نہیں چلنا چاہئے۔(۱)

۱۱۴)اکثر خطرات مومن کو پیدا ہوتے ہیں،شیطان،مشرک،منافق اور کافر کو وسوسہ نہیں ڈالتا ،اس لئے کہ اس کے سارے اعمال باطل ہیں،جب ان کے پہلے سے ہی اعمال باطل ہیں تو شیطان ان کے اعمال کیوں خراب کرے گا،ان کے اعمال تو بنائے گا تا کہ وہ غرور اور تکبر میں آئیں ،وہ صرف مومن کے اعمال خراب کرتا ہے،اس لئے مومن کو چاہئے کہ معانی مطالب اور مفہوم کی طرف دھیان دے تو خطرات کم ہوجائیں گے،پہلے یہ عمل دشوار لگے گا پھر آسان ہوتا جائے گا۔(۲)

۱۱۵)بندہ کو اللہ تعالی کا شکر کرنا چاہئے ،دکھ اور تکلیفیں بھی اللہ تعالی کی نعمتیں ہیں،بہ شرط یہ کہ دل میں ایمان موجود ہو،اگر رب تعالی بھلائی ،عیش اور آرام دے تو اس پر بھی شکر کرنا چاہئے لیکن اگر تکالیف آئیں تب بھی شکر کرنا چاہئے کہ اس سے قیامت میں درجات بلند ہوں گے،وہاں پر تمنائیں کریں گے کہ ہائے کاش!اور بھی زیادہ تکالیف اور دکھ دنیا میں آتے اور ہم صبر کرتے تو آج زیادہ درجات بلند ہوتے۔(۳)

۱۱۶)اللہ تعالی نے جو دستور،رکھا ہے وہ نہایت انتظام کے ساتھ ہے،انسان بے علمی کی وجہ سے سوال کرتا ہے،یہ روش غلط ہے،انسان کو جو تکلیف پہنچے،وہ رب کی طرف سے سمجھے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوجائے اور ذکر وفکر کے ساتھ تعلق رکھے ،دوسری چیزوں کی طرف سوچ وفکر نہ کرے،خدا کے عشق کی باتیں کرے،ہمارا زمانے کی حکمتوں سے کیا تعلق،ہم کو(اللہ تعالی)اپنے عشق کی شراب پلائے۔(۴)

۱۱۷)مومن بندہ کسی خاص رات کا انتظار نہیں کرتا بل کہ اس کے لئے ہر رات شب قدر ہے،

---

۱)۔تحفۃ السالکین:ج:ا ص:۱۰۷۔

۲)۔تحفۃ السالکین:ج:ا ص:۱۰۸۔

۳)۔تحفۃ السالکین:ج:ا ص:۱۰۹۔

۴)۔تحفۃ السالکین:ج:ا ص:۱۱۲۔۱۱۳۔

ہر رات میں اللہ تعالیٰ اعلان فرماتا ہے: ہے کوئی معافی لینے والا تو اس کو معاف کروں؟ ہے کوئی رزق طلب کرنے والا تو اس کو رزق دوں، ہے کوئی بیمار تو اس کو شفا دوں، مسلمان کے لئے تو ہر وقت دعا کی قبولیت کا ہے، صرف قلب کو رب کی طرف متوجہ کریں، بزرگان دین ایسی عبادتیں کرتے تھے کہ اذکار وافکار میں رات دن صبح شام مشغول ہوتے تھے، کوئی بھی وقت ذکر سے خالی نہیں چھوڑتے تھے، ہم گناہ گار بندوں کی عقلیں تو وہ عبادات دیکھ کر حیران ہو جاتی ہیں۔(۱)

۱۱۸) بدعت حسنہ وہ چیز ہے جو اسلام کی تائید اور مدد میں آئے، ایسا نہیں کہ اسلام کے اصولوں اور ہدایات کے خلاف ہو جیسے پہلے جہاد میں تلواریں اور نیزے ہوتے تھے اب ایٹم بم ہے تو جہاد فرض عین بھی ہے فرض کفایہ بھی، قیامت تک جہاد تو قائم رہے گا لیکن اب وہ موجودہ ہتھیاروں سے ہی ہوگا یا قرآن مجید کی اشاعت مدارس عربیہ کی وساطت سے ہے یا قرآن مجید کے اعراب حجاج ثقفی نے لگوائے تھے۔ وغیرہ۔ تو یہ چیزیں علی وجہ المبادی ہیں نہ کہ علی وجہ المقاصد۔(۲)

۱۱۹) ہم قرآن مجید اور ارشادات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی بزرگ کے قول کی وجہ سے چھوڑ نہیں سکتے۔(۳)

۱۲۰) نماز یا ذکر میں چیخنا، زور سے اللہ اللہ کرنا غلط کام ہے۔ نماز میں وقار اور اطمینان کا حکم ہے، ایسے شخص کو مسجد سے باہر نکال دیا جائے، اسلام پاگل پن اور بے وقوفی نہیں سکھاتا۔(۴)

۱۲۱) شیخ کی صحبت کے بغیر انسان پھنس جاتا ہے، اللہ والوں کے ساتھ بیٹھو تو تم میں بھی للّٰہیت پیدا ہو جائے گی۔(۵)

۱۲۲) نفس اندر میں عودی (مورچہ) لگا کر بیٹھا ہے جس طرح شکاری عودی (مورچہ) بنا کر بیٹھتا ہے کہ کوئی آجائے تو اس کو بندوق مارے، تو انسان جو بھی عبادت نماز اور ذکر کرتا ہے تو یہ نفس

---

۱)۔ تحفۃ السالکین: ج:۱ ص:۱۱۶۔

۲)۔ تحفۃ السالکین: ج:۱ ص:۱۲۰۔

۳)۔ تحفۃ السالکین: ج:۱ ص:۱۲۱۔

۴)۔ تحفۃ السالکین: ج:۱ ص:۱۲۲۔

۵)۔ تحفۃ السالکین: ج:۱ ص:۱۲۶۔

اس کورائے گاں کرنے کے لئے وار کرتا ہے، خیالات اور وساوس ڈالتا ہے تا کہ شکار میں آجائے ، اس عبادت کو روح تک پہنچنے نہ دیا جائے کہ یہ عبادت روح کی غذا بن سکے، اولیا اللہ اس نفس کی اصلاح کرتے ہیں اور عبادت کو روح کی غذا بناتے ہیں۔(۱)

۱۲۳) بندہ خود کو رب کا غلام سمجھے، جس طرح وہ چلائے اسی طرح چلے، تھوڑا دے تب ٹھیک، اس پر صبر کرے، مال کا ہونا برا نہیں ہے، بل کہ مال کی محبت بری ہے۔ یہ محبت مضر ہے، دنیا بھی ذلیل تو اس کے طالب بھی ذلیل ہیں، اللہ تعالیٰ عزت والا تو اس کے طالب بھی عزت والے ہیں۔(۲)

۱۲۴) دین میں تفرقہ پڑا تو گروہ بن جائیں گے اس لئے غیر ضروری باتوں میں اختلاف نہ کیا جائے اور دین میں جو غیر ضروری چیزیں ہیں ان کو ہرگز نہ چھیڑا جائے، اس سے مسلمان ایک دوسرے سے علی حدہ ہو جائیں گے لوگ پہلے ہی اسلام کی طرف کم آتے ہیں اور پھر ان کو بھی اسلام سے بدظن کیا جائے اور آپس میں بانٹ دیا جائے، عامۃ الناس کو اصولیات کی تبلیغ کی جائے، شرک وبدعت سے نکالا جائے، اور اسلام کی راہ راست پر لایا جائے، ان کو غیر ضروری مسائل سنا کر الجھایا نہ جائے، آج کل تو علما فروعی مسائل میں عوام کو نہ صرف الجھاتے رہتے ہیں بل کہ ذاتی تعصب کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ بھی کرتے ہیں یہ دین کا مسئلہ بیان کرنا تو نہیں ہوا، بل کہ ذاتی عناد کی وجہ سے اس طرح عام مسلمانوں کو گم راہ کیا جاتا ہے۔(۳)

۱۲۵) انبیا علیہم السلام اور اولیا کرام، اللہ تعالیٰ تک پہنچانے کا ذریعہ ہیں، انسان اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرے، معتمد علیہ، قاضی الحاجات، رب تعالیٰ کو سمجھے، اس کو اپنا مقصود جانے، انسان پھر ان ذریعوں میں پھنس جاتے ہیں اور مقصود بالذات کو چھوڑ دیتے ہیں ورنہ اصل میں انبیا اور اولیا تو یہ سبق سکھاتے ہیں کہ تم اپنا تعلق خالق سے جوڑو اور ماسوی اللہ سے خالی ہو جاؤ۔(۴)

---

۱)۔تحفۃ السالکین: ج:۱ص:۱۲۹۔

۲)۔تحفۃ السالکین: ج:۱ص:۱۳۳۔

۳)۔تحفۃ السالکین: ج:۱ص:۱۳۹۔

۴)۔تحفۃ السالکین: ج:۱ص:۱۶۲۔۱۶۳۔

۱۲۶) بندے کا دوسرے پر حق نہ ہو، دوسرے پر اپنا حق ہو تو بھلے ہو، وہ اللہ تعالی خود وصول کر کے دے گا قیامت کے دن، دوسرے کا حق ادا کرنا بہت دشوار ہے، دوسرے پر حق ہوگا تو اللہ تعالی اس کا ثواب حق والے کو دے گا، اگر اس کی نیکیاں نہ ہوں گی تو حق والے کے گناہ اس پر ڈالے جائیں گے، یہ اللہ کا فیصلہ بہت بہتر ہے۔(۱)

۱۲۷) قرآن وسنت انسان کو پابندی والی زندگی گزارنے کی تلقین کرتے ہیں، ہم آزادی والی زندگی گزارنا چاہتے ہیں۔(۲)

۱۲۸) برائی کا نتیجہ یہ ہے کہ انسانوں میں اگر صحیح سمجھ اور ہدایت نہیں ہو تو وہ گم راہی کی طرف مائل ہو جاتے ہیں، ایسے پیروں فقیروں اور مولویوں کی طرف کھنچ کر جاتے ہیں جو ان کا خانہ خراب کر دیتے ہیں۔ اس لئے اولاد کو علم دین، قرآن اور حدیث پڑھانا بہت ضروری ہے، اس کے ذریعہ انسان کے پاس ہدایت آجاتی ہے لیکن اولاد کو کسی موحد عالم دین کے پاس چھوڑنا چاہئے، ایسا نہ ہو کہ کسی مشرک یا بدعتی کے ہاتھ چڑھ جائے کیوں کہ وہ اس کو بدعمل بنا کر چھوڑ دیں گے اور پھر جاہلوں سے بھی بدتر ہو جائے گا۔(۳)

۱۲۹) آج فقیروں کے بھی ایسے حال ہیں کہ سر ہلا رہے ہیں، چیخیں مارتے ہیں، کپڑے پھاڑتے ہیں، لوگ کہتے ہیں کہ یہ پہنچے ہوئے ہیں، یہ بات نہ اسلام سکھاتا ہے، نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے نہ ہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے منقول ہے، جب انسان مذہبی علم سے بے خبر ہوگا تو پھر ان حرکتوں میں پھنس جائے گا، جتنا آدمی زیادہ ذلیل ہو جائے تو لوگ اس کی اتنی ہی عزت کرتے ہیں کہ یہ عاشق ہے، یہ سب کچھ جہل کے سبب ہے۔(۴)

۱۳۰) انسان کے پاس جب تک قرآن اور حدیث کی تعلیم نہ ہوگی تو وہ لٹتا رہے گا، کتنے ہی ٹھگ اس کو غلط راہ پر لگا کر دین اور ایمان برباد کرتے رہیں گے، انسان کی اصلاح کا طریقہ فقط

---

۱)۔تحفۃ السالکین: ج:۱ص: ۱۶۳۔

۲)۔تحفۃ السالکین: ج:۱ص: ۱۶۴۔

۳)۔تحفۃ السالکین: ج:۱ص: ۱۶۵۔

۴)۔تحفۃ السالکین: ج:۱ص: ۱۶۶۔۱۶۷۔

قرآن وحدیث ہے۔(۱)

۱۳۱)دنیا میں انسان کو پیدا کر کے یہ موقع دیا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالی کو راضی کرے، یہ موقع اس سے پہلے بھی نصیب نہیں تھا اور مرنے کے بعد بھی مہلت نہیں ملے گی، اگر ایک منٹ، ایک لمحہ چاہے کہ مل جائے اور اللہ تعالی کو راضی کرلوں تو نہیں مل سکے گا، یہ زندگی بڑی قدر والی ہے، اس زندگی کو ایسے کام میں صرف کیا جائے جس سے آخرت والی زندگی کام یاب بن جائے، وہ کام ہے رب کے ساتھ تعلق قائم کرنا، بندہ ہروقت اس کوشش میں ہو کہ اس کا رب سے صحیح تعلق قائم ہوجائے، شیطان چاہتا ہے کہ اس کا تعلق رب سے کٹ جائے اور اس کی زندگی برباد ہوجائے، انسان کے تعلقات ساری دنیا کے ساتھ ہوں لیکن رب سے تعلق نہ ہوتو کیا فائدہ ہوا، یہ تعلقات تو اس دنیا ہی میں ختم ہوجاتے ہیں، کوئی بھی دنیا والا تعلق آخرت میں فائدہ نہیں دے سکتا، یہ دنیاوی تعلقات جن کو انسان بڑی وقعت دیتا ہے، جن کے قائم کرنے کے لئے بڑے حیلے کرتا ہے لیکن وہ تو یہیں رہ جائیں گے، فنا ہوجائیں گے سوائے رب تعالی کے تعلق کے، جو آخرت میں کار آمد ہوگا، مرنے کے بعد ایک لمحہ کے بعد ساری دنیا اور اس کے تعلقات یہیں رہ جائیں گے اب قبر اور حشر میں جو چیز کام آنے والی ہے وہ ہے تعلق مع اللہ، یہی چیز نفع دینے والی ہے بادشاہ ہو یا کوئی بڑا مال دار آدمی ہو، مرنے کے بعد اس کے لئے یہ چیزیں خصوصیت والی یا برتری والی نہیں رہیں گی۔(۲)

۱۳۲)بندے کا اللہ سے تعلق ذکر سے پیدا ہوتا ہے، یہ تعلق دنیا میں قائم نہ ہوا تو دنیا تو گزر جائے گی لیکن آخرت والی زندگی میں کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔(۳)

۱۳۳)انسان کو زندگی کے چند دن ملے ہیں وہ دن اپنے کو پھنسانے یا اپنے کو چھڑانے کے ہیں، ان دنوں کی قدر کی جائے، پھر یہ موقع دوبارہ نہیں ملے گا۔(۴)

۱۳۴)سب سے پائے دار چیز ہے تعلیم، اس کے ذریعہ انسان میں مضبوطی پیدا ہوجاتی ہے،

---

۱)۔تحفۃ السالکین: ج:۱ص:۱۶۷۔

۲)۔تحفۃ السالکین: ج:۱ص:۱۶۸۔۱۶۹۔

۳)۔تحفۃ السالکین: ج:۱ص:۱۷۰۔

۴)۔تحفۃ السالکین: ج:۱ص:۱۷۳۔

بزرگان دین بھی ان حضرات کی شفقتوں سے اس درجہ پر پہنچے، یہ چیز قیامت تک جاری رہے گی، ان کے جانے کے بعد اثر ختم ہو جاتا ہے لیکن تعلیم کا اثر کافی وقت تک رہتا ہے، جاہل آدمی کو شیطان گھیر لیتا ہے اس کو شبہات میں ڈالتا ہے اس کا حملہ سیدھا ایمان پر ہوتا ہے، علم کا نفع غیر منقطع ہے، عالم مرجاتا ہے لیکن اس کا علم جاری رہتا ہے اور اس کو ثواب ملتا رہے گا۔(۱)

۱۳۵) کتاب (فال کھولنا) نقش لگانا، یہ ملاؤں کا مسئلہ ہے، شریعت میں اس کی کوئی بھی بنیاد نہیں، حکیموں کے پاس بیمار کو لے جاؤ گے تو کہیں گے کہ بیماری ہے، ملاؤں کے پاس لے جاؤ گے تو کہیں گے جن کا اثر ہے، ہر ایک اپنے فائدے کی بات کرے گا صرف پیسے بٹورنے کے لئے، اصل علم اللہ ہی کو ہے کہ حقیقت کیا ہے۔(۲)

۱۳۶) اللہ کے بندوں کو مختلف تکلیفیں آتی ہیں ایمان کی وجہ سے، اللہ کے بندے ہر چیز جھیلتے رہتے ہیں، مکہ کے قریشیوں نے حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کتنی تکلیفیں دیں، یہ معاملہ آج تک چلتا آرہا ہے، اللہ کے بندے ہر دور میں برداشت کرتے آرہے ہیں۔(۳)

۱۳۷) اسلام لانا تو آسان ہے لیکن اس پر قائم رہنا دشوار ہے، دوستی تو ہر ایک رکھتا ہے لیکن نباہتا کوئی کوئی ہے، نباہنا دشوار کام ہے، اس معاملہ میں وفاداری شرط اول ہے یا تو اس طرف قدم ہی نہ رکھا جائے، اگر اس بیابان میں آنا چاہتا ہے تو پھر مجنون بن کر دکھائے، کلمہ تو پڑھ لیا لیکن اصل بات ہے کہ کلمہ کے تقاضے بھی پورے کئے جائیں۔(۴)

۱۳۸) جن علما کے دل میں علم یقینی ہے وہ خدائی احکام سے زیادہ ڈرتے ہیں، باقی علم کے بغیر لوگ نمازی تو بن جاتے ہیں لیکن پھر بھی غیر شرعی کام کرتے رہتے ہیں لیکن علما بھی وہ جو خوف خدا سے متصف ہیں باقی ہمارے جیسے ظاہری علم والوں کے حالات تو ایسے ہی ہیں جیسے جاہلوں

---

۱)۔تحفۃ السالکین: ج:۱ص:۱۷۴۔

۲)۔تحفۃ السالکین: ج:۱ص:۱۷۵۔

۳)۔تحفۃ السالکین: ج:۱ص:۱۷۶۔

۴)۔تحفۃ السالکین: ج:۱ص:۱۷۶۔

کے۔اللہ تعالی ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔(۱)

۱۳۹) یہ کہنا کہ حضور اقدس ﷺ کی حیات کون سی ہے؟ دنیاوی حیات یا برزخی حیات، یہ تقسیم کرنا غلط ہے، اس سے ہمارا کیا کام، ہمارا یہ عقیدہ ہونا چاہئے کہ حضور کریم ﷺ کے ساتھ اللہ تعالی نے جو معاملہ کیا ہے وہ سب سے بہترین ہے، جو بھی مخلوق ہے وہ اس کے ہم پلہ نہیں ہے، عزت اور شرف کا معاملہ جو حضور کریم ﷺ کے ساتھ کیا گیا ہے اس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے، یہ مقام اور مرتبہ ہمارے ذہن سے بالاتر ہے۔(۲)

۱۴۰) علما کی آپس میں طبع آزمائی کرنا، حضور کریم ﷺ کی شان اور مقام پر مناظرہ بازی کرنا اور دلائل بازی کرنا اور عام لوگوں میں آ کر ایسے مسائل کو کھولنا اور بحث کرنا، یہ چیز مسلمانوں میں اشتباہ پیدا کرتی ہے، یہ علما کی زور آوریاں ہیں، ہمارے لئے توحید اور رسالت پر ایمان اور اس پر خاتمہ بالخیر نعمت عظمی ہے، بس اسی چیز کے ہم مکلف ہیں، باقی یہ اختلاف جو علما کرتے ہیں ان میں ہمارا کیا کام۔(۳)

۱۴۱) اتنی زور سے ذکر کرنا بھی ممنوع ہے جس سے شور اور ہنگامہ ہو جائے۔(۴)

۱۴۲) بندہ شکر کرے کہ اللہ تعالی نے ہمیں موحد بنایا ہے، ایسے گندے کاموں سے بچایا ہے جن میں اس کی ناراضگی رکھی ہوئی ہے۔(۵)

۱۴۳) اللہ تبارک وتعالی نے انسان کو اپنے خصوصی تعلق کے لئے پیدا کیا ہے، ملائکہ کو اپنی عبادت اور حکم کی فرماں برداری کے لئے پیدا کیا ہے، مگر انسان کو اپنے ساتھ دل لگانے کے لئے تخلیق کیا ہے انسان کو دنیا کی نعمتیں وافر مقدار میں عطا کی ہیں اس لئے کہ منعم علیہ کے دل میں منعم کی بڑی قدر ہوتی ہے، ان نعمتوں کی وجہ سے اپنے منعم کے ساتھ دل کا لگاؤ ہوا، ایک خصوصی تعلق پیدا

---

۱)۔تحفۃ السالکین: ج:۱ص:۱۸۰۔

۲)۔تحفۃ السالکین: ج:۱ص:۱۸۱۔۱۸۲۔

۳)۔تحفۃ السالکین: ج:۱ص:۱۸۲۔

۴)۔تحفۃ السالکین: ج:۱ص:۱۸۴۔

۵)۔تحفۃ السالکین: ج:۱ص:۱۹۶۔

ہوا، اسی بنا پر انسان نے امانت کا بار اٹھایا، زمین و آسمان اور جبال نے یہ بار نہیں اٹھایا، بار امانت سے ڈر گئے حالاں کہ کتنے بڑے تھے، مگر انسان نے اٹھالیا۔(۱)

۱۴۴) یہ زندگی ہمیں اسی لئے ملی ہے اور ہم یہاں آئے ہی اس لئے ہیں کہ اپنے رب سے خصوصی تعلق پیدا کرلیں اور اس کی محبت میں گم ہوجائیں، یہ محبت کا تعلق لے کر جب دنیا سے رخصت ہوں گے تو آئندہ اس کا ثمرہ ہمیں ملے گی، قبر میں حشر میں اور جنت میں، اس کے مقابلہ میں دنیاوی تعلقات سے اگر زندگی کو بھر لیا تو یہ تعلقات یہیں ختم ہوجائیں گے آئندہ ہمیں کہیں کام نہیں آئیں گے، مرنے کے بعد خالی ہاتھ ہوں گے، پس ہمیں اس زندگی کی قدر کرنی چاہئے اور رضاالٰہی کے لئے اپنے آپ کو وقف کرنا چاہئے۔(۲)

۱۴۵) ہندوستان میں انگریزوں کے آنے کے بعد جو خرابیاں پیدا ہوئیں اور اس ملک میں جو بربادی آئی اس میں سب سے زیادہ مہلک ترین جو خوبی پیدا کی گئی بل کہ سوچ سمجھ کر ہم میں گھونپ دی گئی وہ ہے انگریزی تعلیم کا رواج اور مذہبی تعلیم کی پستی۔ انہوں نے سمجھ لیا کہ جب تک مسلمانوں میں قرآن اور سنت کی تعلیم ہوگی اس وقت تک ہماری حکومت نہ چل سکے گی نہ ہی پائے دار بن سکے گی، اس لئے انہوں نے انگریزی تعلیم کے کالج اور یونیورسٹیاں قائم کیں، ان کی پشت پناہی کر کے ان کا چرچا سارے ملک میں کیا، اس تعلیم سے ان کا مقصد یہ نہ تھا کہ قوم سمجھ دار ہوجائے اور ہر شعبہ میں کارآمد بنے بل کہ ان کا مقصد یہ تھا کہ ایسی تعلیم دی جائے جس کی وجہ سے ہمیں حکومت کے شعبوں میں نوکر مہیا ہوجائیں اس لئے اسکولوں میں ہنر کے شعبے یا طب وغیرہ نہیں رکھی کہ قوم کے بچے وہاں سے نکل کر اپنی روزی کمانے لگ جائیں، ان کا مطمح نظر صرف یہ تھا کہ ہمیں مہذب اور سستے نوکر مل جائیں ان کو اگر ایک سو آدمی کی ضرورت ہوتی تھی تو دو سو آدمی تیار کرتے تھے تا کہ ان کا فائدہ رہے، ایسا نہیں کرتے تھے کہ ایک سو کی ضرورت ہو تو نوے تیار ہوں یا فقط ایک سو ہی ہوں اس سے ان کا نقصان ہوگا۔

اس لئے انگریز سامراج نے صرف اپنی حکومت چلانے کے لئے اس تعلیم کو رواج دیا اور نوکر

---

۱)۔ تحفۃ السالکین: ج:۱ص:۲۰۰۔

۲)۔ تحفۃ السالکین: ج:۱ص:۲۰۳۔

تیار کرنے کے ادارے قائم کئے، آج بھی ہمارے ہاں وہی تعلیم چل رہی ہے وہ انگریز والی تعلیم جو وہاں سے پڑھ کر نکلتے ہیں ان کو قرآن وحدیث کی اور خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُحکام کی کچھ بھی خبر نہیں، ظلم کرتے رہتے ہیں اور رشوتیں بھی لیتے رہتے ہیں ، درندے جانور بن کر مخلوق کو ایذا پہنچا رہے ہیں، اگر ان میں مذہبی علم ہوتا تو خوف خدا پیدا ہوجاتا اور ایسی برائیاں ہرگز نہ کرتے، اب جیسے دیہاتی لوگ جاہل، اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے خبر ہیں اس طرح یہ لوگ بھی انہیں کی طرح ہیں، دونوں گروہ ایک جیسے ہیں، جیسے چاہیں ویسے کرتے رہیں ان کے لئے کوئی اخلاقی قانون نہیں ہے۔(۱)

۱۴۶)ولیا کرام کے متعلق ایسا گمان کرنے والے کہ وہ حاجت روا ہیں کافر ہیں، ساری کائنات کا مالک، ہر چیز کی حفاظت کرنے والا، ہر چیز پر نظر رکھنے والا ایک اللہ تعالی ہے، پھر دوسرا کوئی بھی نہیں، دوسری تمام مخلوق اس کی محتاج ہے۔ انبیا علیہم السلام اور اولیا کرام رحمۃ اللہ علیہم سب اس ایک اللہ کے محتاج بندے ہیں، نبی اور ولی تو اللہ تعالی کا یہ حکم بتاتے ہیں کہ صرف ایک مالک کی عبادت کرو، اس سے اپنا دلی تعلق قائم کرو۔(۲)

۱۴۷)انبیا علیہم السلام، اولیا کرام رحمۃ اللہ علیہم اور ملائکہ کو حاجت روا، مشکل کشا اور متصرف فی الامور سمجھنا کفر ہے، دین اسلام اور توحید کے خلاف ہے، اسلام کا پہلا حکم یہ ہے کہ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، اللہ کے سوا دوسرا کوئی بھی حاجت روا اور مشکل کشا نہیں ہے، عبادت، تذلل اور عاجزی کرنے کے لائق صرف ایک ہستی اللہ تعالی کی ہے، جاہلوں میں دین کی تعلیم نہیں رہی ہے قرآن وحدیث سے واقفیت نہیں ہے اس لئے وہ شرک اور کفر میں مبتلا ہیں، ان کو بچپن سے ہی شرک اور بدعت کی گھٹی پلائی گئی ہے، گھر میں جب ماں، نانی، دادی شرک کے کلمات کہتی رہیں گی، پیروں فقیروں کی درگاہوں اور قبروں پر جاتی رہیں گی تو یہ چیز ان کے دماغ میں بیٹھ جائے گی، پھر بڑے ہوکر بھی شرک پر ڈٹے رہیں گے، پھر اگر کسی سے قرآن اور حدیث کا حکم سنیں گے تو کہیں گے کہ یہ غلط ہے، ہم نے

---

۱)۔تحفۃ السالکین:ج:۱ص:۲۰۵۔۲۰۶۔

۲)۔تحفۃ السالکین:ج:۱ص:۲۰۸۔

تو یہ مسئلہ کبھی بھی نہیں سنا۔(۱)

۱۴۸) انسان کی مختلف حالتیں ہیں، کھڑا ہونا، بیٹھنا اور لیٹنا، مگر تمام حالتوں میں ذکر کی تلقین کی گئی ہے، مصرفیتوں میں سب سے بڑی مصروفیت تجارت کاروبار ہے مگر اس حالت میں بھی ذکر سے غفلت نہیں کرنی، جنگ کی حالت میں بھی ذکر اللہ کو نہیں چھوڑنا چاہئے، ہر عبادت سے زیادہ بلند چیز ذکر اللہ ہے، ذکر سے مراد ہے تذکر قلب، قلب کی بے داری، ہر وقت یہ خیال کیا جائے کہ ایک ہستی ہے جس سے میرا دلی تعلق ہے، ہر وقت مجھے اس کی رعایت کرنی ہے، کوئی لمحہ بھی ایسا نہ آئے کہ قلب اس کے تذکرہ سے غافل ہو۔(۲)

۱۴۹) ذکر کو دائمی حیثیت حاصل ہے، یہ وقتی اور محدود عبادت نہیں ہے، ذکر کی پہلی سیڑھی زبانی ذکر ہے جس طرح بچہ پہلے الف با، پڑھتا ہے اور اس کے بعد قرآن شریف پڑھتا ہے۔ اس طرح پہلے زبانی ذکر کرنے سے قلب پر ذکر کا اثر پڑے گا اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ مشاہدہ قلب کھلے گا، بندہ جب رب کو دیکھتا ہے تو اس سے ذکر نہیں بھولتا، پہلے ذکر سے جب مشاہدہ قلب ہو جائے، مشاہدہ قلب کھل جائے، تو وہ ہمیشہ یاد رہے گا اور ہمیشہ فکر لگی رہے گی۔(۳)

۱۵۰) قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھنا چاہئے، ہم اوپر اوپر سے تو پڑھ لیتے ہیں، الحمد للہ اس کا بھی اثر ہوتا ہے لیکن اصل فائدہ تب ہوگا جب سمجھ کر اور غور سے قرآن کریم پڑھا جائے، اس طرح ذکر بھی سمجھ کر اور غور والا فائدہ مند ہے، جس میں دل کی توجہ رب تعالی کی طرف ہو جائے، باقی ایسے اللہ، اللہ کرنا بھی فائدہ والا ہے۔(۴)

۱۵۱) قرآن مجید ایک خدائی نور ہے وہ انسان کے قلب میں اترتا ہے مگر بات یہ ہے کہ قلب میں صلاحیت اور لیاقت ہو، اگر لیاقت نہیں ہوگی تو اثر نہیں ہوگا۔(۵)

---

۱)۔ تحفۃ السالکین: ج:۱ص:۲۰۸۔۲۰۹۔

۲)۔ تحفۃ السالکین: ج:۱ص:۲۱۱۔

۳)۔ تحفۃ السالکین: ج:۱ص:۲۱۲۔۲۱۳۔

۴)۔ تحفۃ السالکین: ج:۱ص:۲۱۴۔

۵)۔ تحفۃ السالکین: ج:۱ص:۲۱۴۔

۱۵۲) قرآن مجید پڑھتے وقت اللہ کا نور قلب مومن پر اترتا ہے جس کی وجہ سے ایمان وتصدیق میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے اور یہی اللہ تعالی کی طرف سے سکینہ ہے جو اس پر نازل ہورہی ہے۔(۱)

۱۵۳) اللہ تعالی کی مخلوق کی تین قسمیں ہیں:

ایک وہ مخلوق جس کو صرف عبادت کے لئے پیدا کیا ہے، اس میں کوئی بھی خواہش نہیں رکھی گئی ہے۔

دوسری وہ مخلوق جس میں خواہش رکھی گئی ہے اور عبادت کا بھی حکم دیا گیا ہے۔

تیسری وہ مخلوق جس میں خواہشات موجود ہیں مگر ان کو عبادت کا حکم نہیں ہے۔

پہلی مخلوق جیسے ملائکہ ہیں، ان میں ذرا بھی خواہش نہیں رکھی گئی ہے، ان میں صرف عبادت ودیعت ہے، نہ کھانا پینا، نہ بیوی بچے، نہ اسباب ملکیت، کسی چیز کی فکر نہیں، جس طرح سورج چاند وغیرہ، ان کو بھی حکم دیا گیا ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے مقررہ وقت پر اپنی ڈیوٹی ادا کرتے رہیں، کتنے پرانے ہو گئے ہیں لیکن ان کی چال میں کچھ بھی، ذرہ برابر فرق نہیں آتا۔

دوسری مخلوق انسانوں اور جنوں کی ہے، ان کو عقل اور شعور بھی دیا گیا ہے، ان میں خواہشات بھی ہیں اور ان کو عبادت کا حکم بھی دیا گیا ہے، خواہشات دے کر پھر ان سے رک جانے کا حکم بھی دیا گیا ہے، اصل آزمائش اس مخلوق کی ہے۔

تیسری مخلوق جانوروں کی ہے، ان میں خواہشات ہیں لیکن عقل نہیں ہے اس لئے ان کو عبادت کا حکم نہیں دیا گیا ہے، اگر جانوروں سے کہا جائے کہ یہ گھاس نہ کھاؤ، اس کھیت سے نہ گزرو، یہ پرائی چیز ہے اس کو استعمال نہ کرو تو ان کو پتا نہیں چلے گا، اس لئے ان کے لئے دنیا میں کوئی بھی امتحان نہیں ہے۔(۲)

۱۵۴) انگریز یہاں پر آیا، گندے کام شروع کر دیئے، داڑھیاں منڈواتے تھے، جب لوگوں نے ان کو داڑھیاں منڈواتے دیکھا تو وہ بھی ان کی طرح داڑھیاں منڈوانے لگے، اگر ان

---

۱)۔ تحفۃ السالکین: ج:۱ص:۲۱۵۔

۲)۔ تحفۃ السالکین: ج:۱ص:۲۱۷۔۲۱۸۔

کو مال دولت بھی ملتا تو بالکل انگریزوں والے دین کو قبول کر لیتے ،لیکن جواللہ کے بندے انگریز کے فتنہ سے بچ جاتے توانگریز ان کوزبردستی اپنے دین میں لاتے یاقتل کر دیتے،لیکن اللہ تعالی کفرکواتنی قوت نہیں دیتا کہ کہیں سارے انسان مجبور ہوکرکفر کی طرف نہ چلے جائیں،تواللہ تعالی کی یہ حکمت ہے کہ کافروں کوڈھیل ملتی ہے گرفت نہیں ہوتی۔(۱)

۱۵۵)ہمیں خدا کی طرف سے یہ حکم ملاہے کہ ہم کتاب اللہ اورسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق زندگی گزاریں اور جتنا ہوسکے دوسروں کوبھی کتاب وسنت کے مطابق چلائیں،بس یہی مقصد زندگی ہونا چاہئے،کتاب وسنت کی تعلیم کوعام کیاجائے،اس کی اشاعت عام ہونی چاہئے،اس سے ہی قوم کاسدھرنااوراصلاح ہوسکتی ہے۔(۲)

۱۵۶) شخصیات کی سوانح عمری چھاپنااورخاص طور پران میں کرامتوں اورخارق عادت چیزوں کا تذکرہ کرناہرگزصحیح نہیں ہے۔اگرخواہ مخواہ کسی کی سوانح عمری شائع ہی کی جائے تواس میں تین چیزوں کاخیال رکھناچاہئے:

۱)اس شخص کی معاشی حالت،طریقہ گزران۔

۲)علوم ظاہریہ کاحاصل کرنا کس طرح ہوااورکون اس کے معاونین(اساتذہ)بنے؟

۳)علوم باطنیہ،روحانی فیض کاحصول کس طرح ہوااوراس میں کون سے معاونین ملے؟۔(۳)

۱۵۷)اصل کام پیار سے ہوتاہے،سختی کرنے سے دل سے عمل نہیں ہوسکے گا۔(۴)

۱۵۸)پیاراورمحبت سے جوتلقین کی جاتی ہےتووہ فائدہ مند ہوتی ہے،سختی اورضد کی جائے گی تووہ کام نہیں ہوگا،انسان اپنے نفع کونہیں دیکھتا،شیطان کااثر بیٹھ جاتاہے کہ ضد کی وجہ سے نقصان والی راہ قبول کرے گا،لیکن فائدہ کی طرف نہیں آئے گا۔(۵)

---

۱)۔تحفۃ السالکین:ج:۱ص:۲۲۰۔

۲)۔تحفۃ السالکین:ج:۱ص:۲۲۸۔

۳)۔تحفۃ السالکین:ج:۱ص:۲۲۸۔۲۲۹۔

۴)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۲۳۳۔

۵)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۲۳۴۔

۱۵۹)مشرک اور بدعتی کا کوئی بھی عمل قبول نہیں ہے،مشرک کے دل میں خدا تعالی کی عزت (عظمت)نہیں ہوتی۔

بدعتی کے دل میں حضور کریم ﷺ کی عزت نہیں ہوتی

کافراور منافق کے دل میں وحی الہی کی عزت نہیں ہوتی۔(۱)

۱۶۰)علم بڑی نعمت ہے اس کا حاصل کرنا ضروری ہے،انسان فارغ البال ہوتو علم حاصل کرے۔(۲)

۱۶۱)علم پڑھنے کے لئے ضروری ہے کہ کسی موحد اور متبع سنت عالم دین سے علم حاصل کیا جائے پھر اس کا اچھا اثر پیدا ہوگا،مشرک یا بدعتی سے علم حاصل نہ کیا جائے اس کے برے اثرات انسان میں آجائیں گے۔(۳)

۱۶۲)نیا فارغ شدہ مولوی صاحب کسی ایسے مدرسہ میں پڑھائے جہاں طلبہ کثرت سے ہوں تو کتابیں پڑھانے کا بھی موقع ملے گا اور اساتذہ سے فیض حاصل کرنے کا بھی موقع ملے گا۔ جب طلبہ میں مقبولیت ہوجائے گی تو پھر جہاں رہے گا وہاں طلبہ پہنچ جائیں گے۔(۴)

۱۶۳)طالب علم جتنا استاذ سے پوچھتا رہے گا اتنا اس کا علم بڑھتا جائے گا اور مرید اگر مرشد کے سامنے سر تسلیم خم کرے تو اس کو فیض ملے گا۔(۵)

۱۶۴)ہم نے اب جنوں سے تعلق کو چھوڑ دیا ہے، پہلے رکھتے تھے،لیکن اس میں سخت مشکل مرحلہ پیش آتا ہے، یہ بہت خراب کام ہے،انسان پھنس جاتا ہے،انسان کو چاہئے کہ وہ صرف اللہ کے ساتھ تعلق رکھے۔(۶)

۱۶۵)ذکر کرنا تو آسان ہے ،عبادت کرنا بھی آسان ہے ،ہر ایک کرسکتا ہے،لیکن ایسی

---

۱)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۲۳۵۔

۲)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۲۳۶۔

۳)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۲۳۶۔

۴)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۲۳۶۔۲۳۷۔

۵)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۲۳۷۔

۶)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۲۳۸۔

خصلت پیدا کرنا دشوار ہے کہ کسی بھی انسان کے لئے دل میں حسد اور کینہ پیدا نہ ہو، اللہ تعالی کی توفیق کے بغیر بندہ اس درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔(۱)

۱۶۶) حکومت نیک ہو یا دین داروں کے ہاتھ میں ہو تو ان سے یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ نیکی کے کام کریں گے اور برے کاموں کی حوصلہ شکنی کریں گے۔(۲)

۱۶۷) اسلام کی ہدایت اگر نہ آتی تو دنیا میں انسانیت کا نام ونشان نہ رہتا، ایسے کام جو بے حیائی کے ہیں آج ان کو انسان اپنے لئے سودمند سمجھتا ہے، جب انسان مذہب سے واقف ہوگا تب اسے پتا چلے گا کہ اس کی زندگی کس طرح گذر رہی ہے۔(۳)

۱۶۸) انسان کو اللہ تعالی نے اپنی عورت حلال کر کے عطا کی ہے، اس سے جس طرح چاہے لذت حاصل کرے، باقی دوسروں کی عورتوں کو دیکھنے کا کیا فائدہ؟ صرف جلتا رہے گا کڑھتا رہے گا، حاصل تو کچھ بھی نہیں ہوگا، اپنی عورت سے لذت بھی ملے گی اور فائدہ بھی حاصل ہوگا، اور کسی کی عورت کو دیکھنے والا اس کتے کی طرح ہے جو دوسرے کی روٹی کو دیکھتا رہتا ہے کہ کاش یہاں سے کچھ مل جائے۔(۴)

۱۶۹) آج ہر غریب، امیر چھوٹا بڑا افسر اور عام آدمی سینما دیکھنے پر اتر آئے ہیں ان کو کوئی حیا ہی نہیں آتی بل کہ مرد اپنی بیویوں کو بھی ساتھ لے جاتے ہیں یہ کمال بے حیائی ہے، آج بے حیائی کے کام آسان ہو گئے ہیں، رشوت لینا آسان ہو گیا ہے، پہلے حاکم رشوت مانگتے تھے تب بھی لوگ رشوت نہیں دیتے تھے اب اپنی مرضی سے دیتے رہتے ہیں، تو آج کل گناہ کا کام آسان ہو گیا ہے۔(۵)

---

۱)۔تحفۃ السالکین: ج:۲ ص:۲۴۲۔

۲)۔تحفۃ السالکین: ج:۲ ص:۲۴۲۔

۳)۔تحفۃ السالکین: ج:۲ ص:۲۴۲۔

۴)۔تحفۃ السالکین: ج:۲ ص:۲۴۵۔

۵)۔تحفۃ السالکین: ج:۲ ص:۲۴۶۔

۱۷۰)ہم کو ہر کام میں اپنے رہبر کی اتباع کرنی ہے۔(۱)

۱۷۱)اصل کام تو اعتقاد اور یقین ہے جس طرح ظاہری علاج کے لئے پرہیز ضروری ہے تو اسی طرح باطنی علاج کے لئے بھی یقین اور اعتماد ضروری ہے۔(۲)

۱۷۲)پیروں کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں ہے،ایک نہیں سونہیں ہزار لاکھ پیر بھی کچھ نہیں کر سکتے،توحید کا مطلب یہ ہے کہ صرف ایک خدا ہی نفع اور نقصان کا مالک ہے،دوسرے کسی کو بھی کوئی طاقت نہیں ہے،اللہ تعالی کے سوا کسی بھی شخصیت میں یہ طاقت نہیں کہ وہ کچھ کر سکے اللہ تعالی کے سوا کسی کو بھی تنکے کے برابر بھی طاقت نہیں ہے۔ہر چیز اس کے ہاتھ میں ہے،ہمیں جو سکھایا گیا ہے اس کے مطابق چلتے ہیں،ہماری کوئی بھی خواہش نہیں چلتی،ہر چاہت اللہ کی چلتی ہے۔(۳)

۱۷۳)اگر جن نکالنے کے لئے تعویذ کا کام شروع کیا جائے تو پھر جن اس کے مخالف ہو جائیں گے یا اس کی اولاد کو تکلیف دیں گے۔دوسری بات یہ کہ اس شخص کے پاس عورتیں زیادہ متوجہ ہوں گی اور رات دن عورتوں کا ہجوم ہو جائے گا،اس سے زنا کا خطرہ ہے۔(۴)

۱۷۴)ذکر کے متعلق عام لوگ سمجھتے ہیں کہ اس کے لئے کوئی خاص وقت مقرر ہے لیکن یہ سمجھنا غلط ہے کیوں کہ ذکر وہ ایک اللہ سے تعلق ہے اس کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں ہے کہ فلاں وقت ذکر کیا جائے فلاں وقت نہ کیا جائے یا ذکر کر کے پھر چھوڑ دیا جائے،ذکر کے تو معنی ہیں اپنے مولا سے دل لگانا،زندگی کا وقت غنیمت ہے اس وقت کی قدر کرنی چاہئے۔(۵)

۱۷۵)طالب علم کو ادعیہ ماثورہ کی طرف بھی توجہ کرنا چاہئے،باقی کسی سلسلہ میں داخل ہونا علم سے فراغت کے بعد ہونا چاہئے،تبرکا بیعت کر لے اور تھوڑا تھوڑا ذکر کرتا رہے تو اس میں حرج نہیں ہے۔(۶)

---

۱)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۲۴۹۔

۲)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۲۵۰۔

۳)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۲۵۰۔۲۵۱۔

۴)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۲۵۱۔

۵)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۲۵۲۔

۶)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۲۵۳۔

۱۷۶)اللہ کے بندے چلے گئے، کتابوں کو کوئی دیکھتا ہی نہیں، اب تو اس گند (انگریزی تعلیم) کی طرف لوگ کھنچے چلے جارہے ہیں، یہ علم نہیں بل کہ جہل ہے، اس کے پڑھنے سے جہل میں اضافہ ہوتا ہے، جو انگریزی تعلیم میں جتنا زیادہ ہوگا وہ اتنا الحاد اور کفر کے قریب ہوتا جائے گا، مغربی تہذیب کے اثرات اس پر چڑھتے جائیں گے۔(۱)

۱۷۷)تعویذوں کی اجازت وہی دے سکتا ہے جو صاحب عملیات ہو، اور تعویذوں کا کام کرتا ہو۔ میں نہ صاحب عملیات ہوں اور نہ ہی اس کام کو پسند کرتا ہوں میں تو صرف ایک ہی سبق دیتا ہوں کہ اللہ تعالی کے ساتھ تعلق قائم کرلو، دنیا میں وہ کام کرو جس سے اللہ راضی ہوجائے اور آخرت کی زندگی کام یاب ہو، جو ہمیشہ رہنے کی زندگی ہے میں تو صرف اسی کام کو پسند کرتا ہوں اور اسی کو دل سے چاہتا ہوں، باقی کوئی سائل آجاتا ہے تو اس کو اس کی رضا کی خاطر تعویذ دے دیتا ہوں اور کچھ کلام الہی دم کر دیتا ہوں۔ آگے اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہے کہ شفا کرے یا نہ کرے بس میری حد یہاں تک ہے، انسان کو ایسے کاموں میں نہیں پڑنا چاہئے بل کہ اصل کام جو ہے اور جس مقصد کے لئے پیدا ہوا ہے کہ خدا کو راضی کر کے اس دنیا سے جائے اسی فکر میں رہے اور لوگوں کو بھی اسی فکر میں لگائے۔(۲)

۱۷۸)طالب علم کو چاہئے کہ ابتدائی تعلیم اچھی طرح محنت کر کے پڑھے کیوں کہ ابتدائی تعلیم سے ہی انسان میں آئندہ لیاقت پیدا ہوتی ہے اور انسان کچھ کام کا بن جاتا ہے، اگر ابتدائی تعلیم ناقص ہے تو یہ نقص آگے تک بھی رہتا ہے، پھر کتنی بھی محنت کرے وہ ابتدائی نقص دور نہیں ہوسکتا، اس لئے طالب العلم ابتدائی تعلیم میں محنت خوب کرے، یہی صفت سودمند ہے۔(۳)

۱۷۹)انسان دنیا میں مدارِ زندگی اس بات پر رکھتا ہے کہ دنیا میں ترقی کروں، نفس کی لذتیں حاصل کروں، کچھ دوسرے انسان ایسے بھی ہیں جو مدارِ زندگی اور اپنا مرکز آخرت کو قرار دیتے ہیں، اللہ کی رضا مطلوب ومقصود ہوتی ہے، یہ دو قسم کے لوگ دنیا میں رہتے ہیں، ایک کا خیال ہے کہ دنیا

---

۱)۔تحفۃ السالکین: ج:۲ص:۲۵۴۔

۲)۔تحفۃ السالکین: ج:۲ص:۲۵۵۔

۳)۔تحفۃ السالکین: ج:۲ص:۲۵۸۔

کی زندگی بن جائے، دوسرے کا خیال ہے کہ آخرت کی زندگی سدھر جائے، وہی جاودانی زندگی کام یاب ہو، جن کا خیال اس دنیا کی زندگی کا ہے ان کو اللہ تعالی کی فکر اور آخرت کی فکر نہیں ہوتی، وہ ہر وقت نفس کے لئے لطف ڈھونڈتے ہیں، جن کا خیال آخرت کی فلاح کا ہوتا ہے، وہ نفس کا خیال نہیں رکھتے اور نہ یہ کہ دنیا کس طرح گذر رہی ہے۔ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ دھکے کھا کر زندگی گزار دیتے ہیں، دنیا کی ترقی کی طرف خیال نہیں کرتے، نفس کی رضا کا کوئی خیال ان کو نہیں آتا۔(۱)

۱۸۰) انسان پر شیطان حملہ آور ہوتا ہے، پھر اللہ کے ذکر کو بھول جاتا ہے، ذکر اللہ سے علیحدگی کا مطلب یہ ہے کہ شیطان کا اس پر حملہ ہو چکا ہے، جب ذکر کی طرف انسان آتا ہے تو شیطان کا تسلط ختم ہو جاتا ہے۔(۲)

۱۸۱) درود شریف پڑھتے وقت یہ خیال کرے کہ میں حضور کریم ﷺ کے سامنے بیٹھا ہوں، حاضر وناظر جاننا شرک ہے، لیکن محبت کی رو سے خیال کرے کہ میں اپنے محبوب سے باتیں کر رہا ہوں، یہ نہ سمجھے کہ حضور ﷺ سن رہے ہیں۔(۳)

۱۸۲) درود شریف پڑھتے وقت دوزانو ہو کر بیٹھے کیوں کہ حضور کریم ﷺ اکثر دوزانو ہو کر بیٹھتے تھے۔(۴)

۱۸۳) درود شریف پڑھتے وقت تین خیال دل میں رکھے:

۱) عزت ۲) محبت ۳) متابعت

۱) عزت یہ کہ ساری مخلوق سے بڑھ کر اللہ تعالی نے حضور ﷺ کو عزت عطا فرمائی ہے۔

۲) محبت یہ کہ ساری چیزیں جو محبت والی ہیں دوست، احباب، اقربا، والدین حتی کہ اپنی جان بھی۔ ان سب سے بڑھ کر میرے پیارے محبوب حضور کریم ﷺ ہیں، میں ان پر فدا ہوں۔

۳) متابعت یہ کہ میں کبھی بھی ان کے طریقہ (سنت) سے انحرافی (روگردانی) نہیں کروں گا۔(۵)

---

۱)۔ تحفۃ السالکین: ج:۲ ص:۲۵۸۔

۲)۔ تحفۃ السالکین: ج:۲ ص:۲۶۰۔

۳)۔ تحفۃ السالکین: ج:۲ ص:۲۶۵۔

۴)۔ تحفۃ السالکین: ج:۲ ص:۲۶۵۔

۵)۔ تحفۃ السالکین: ج:۲ ص:۲۶۵۔۲۶۶۔

۱۸۴)اصل کام ہے اخلاص فی العمل، بندہ عمل کرنے میں اللہ تعالی کی رضا کا خیال کرے مخلوق کو نہ دیکھے ان پر نظر نہ ہو یہ ہے احسان کامل۔(۱)

۱۸۵)جس جگہ آدمی دین کا کام کرتا ہے اور قرآن مجید کی تعلیم عام کرتا ہے تو شیطان کو یہ بات دشوار گزرتی ہے،وہ اس کو ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے تا کہ یہ کام ختم ہوجائے ،وہ لوگوں میں اختلافات ڈالتا ہے پھر اگر انسان اختلاف کر کے اس کام کو ختم کرتے ہیں تو وہ بہت زیادہ خوش ہوتا ہے لیکن اگر وہ آپس میں راضی ہوکر دوبارہ دین کے کام میں لگ جاتے ہیں تو شیطان منہ کالا کرکے پیٹتا ہے، پچھتا تا اور افسوس کرتا ہے، کہتا ہے کہ میری ساری کاروائی اور کوشش ناکام ہوگئی، میں نامراد ہوگیا ،اس لئے انسان شیطان کو راضی نہ کرے بل کہ اس کو ناراض کر کے رب کو راضی کرنے کی کوشش کرے۔ بیچ والے لوگ اگر حسد اور کینہ کی وجہ سے کسی انسان کی ترقی برداشت نہیں کر سکتے تو ان کی پرواہ ہی نہ کرے اور نہ ان کی طرف نگاہ اٹھائے ،وہ جو کچھ کہتے رہیں یہ اپنے کام میں لگا رہے، جتنا وقت کام چلے تو چلاتا رہے لیکن اگر بالکل کوئی بھی صورت نہ رہے تو پھر انسان کسی دوسری جگہ پر جا کر دین کا کام کرے۔(۲)

۱۸۶)جس انسان میں جوہر ہوتا ہے اور کچھ کام کرتا ہے تو اس کی عزت بھی ہوتی ہے اور لوگ اس کے پیچھے بھی پڑتے ہیں،آپ کا کام بھی اچھا چل رہا ہے تو ان کو حسد اور کینہ پیدا ہوتا ہے لیکن انسان اس کی پرواہ نہ کرے بل کہ دین کا کام کرتا رہے،اوران کے سامنے اپنے کو پست کر کے بھی دین کے کام کو نہ چھوڑے کیوں کہ یہ ایک بڑی نعمت ہے۔اللہ تعالی بھی دین کے کام کے لئے اپنے بندوں کو منتخب کرتا ہے،انسان تو سارے آدم اور حوا علیہما السلام کی اولاد ہیں لیکن ان میں سے بعض کو اللہ تعالی اپنی رضا اور دین کی اشاعت کے لئے پسند کرتا ہے تو وہ ساری کائنات میں صالح شخص شمار ہوتے ہیں،ان کو شکر ادا کرنا چاہئے کہ اللہ تعالی نے ہمیں اپنے کام کے لئے قبول فرمایا ورنہ ہم اس کے لائق نہیں تھے۔(۳)

---

۱)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۲۶۹۔

۲)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۲۷۰۔

۳)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۲۷۱۔

۱۸۷)اگر ہم اللہ تعالی کی عبادت کرتے ہیں یااس کے دین کی خدمت کرتے ہیں تو یہ اللہ تعالی پراحسان نہیں ہے بل کہ یہ رب تعالی کا ہم پراحسان ہے کہ ہم کودین کی خدمت کے لئے قبول کیاہے،وہ ہی ہم سے کام لے رہاہے،ورنہ ہم میں کیارکھاہے،باقی دین کے کاموں میں تکالیف اورمصائب توضرورآتے ہیں،لوگوں کی مخالفتیں بھی سامنے آتی ہیں لیکن ان کاسامنا کرکے،ان کوبرداشت کرکےاورحوصلہ پیدا کرکے ہی آدمی آگے بڑھے گاتوکام ہوگاورنہ رہ جائے گا۔آدمی بہادرہوکرآگے بڑھے،بزدل ہوکر پیچھے نہ ہٹے،اس معاملہ میں خون دینے والامجنون بننا ہے چوری(ثرید)والے مجنوں کی یہاں ضرورت نہیں،کم زورآدمی خوددین کومشتبہ کردیتاہے۔(۱)

۱۸۸)تبلیغ والاکام نہایت ضروری ہےاورانبیا کرام علیہم السلام بھی اس کام کے لئے دنیامیں آئے تھے،اگرخاموش ہوکربیٹھ جاتے توکوئی بھی مخالفت نہیں ہوتی لیکن لوگوں میں نکل پڑے،ان کوحق کی بات سنائی جوخواہش نفسانی کے خلاف تھی تووہ سارے مخالفت پرلنگوٹ باندھ کرکھڑے ہوگئے،چاہتے تھے کہ توحیدکی تحریک کوبجھادیں۔(۲)

۱۸۹)شیطانی طاقتیں رات دن کام کررہی ہیں،نصاریٰ اس وقت زورشور سے مسلمانوں کو مرتد کررہے ہیں،پاکستان بننے کے بعدتو یہ کام بہت عام ہوگیاہے،جاہلوں کو پھرانے (مرتد بنانے) کے لئے قرآن کریم اورانبیاعلیہم السلام پرجھوٹے حملے کرتے ہیں،علم توان کے پاس ہے نہیں،توجاہل لوگ ان کی طرف کھنچ جاتے ہیں کہ شاید یہ صحیح باتیں ہیں۔یہ نہ صرف تبلیغ کرتے ہیں بل کہ دنیاوی لالچیں،دولت،مال اورعورتیں بھی دیتے ہیں تاکہ لوگ مرتدبنیں اس لئے ضرورت ہے کہ مسلمان کوقرآن وحدیث کی تبلیغ بڑے پیمانے پرکی جائے،عوام تک پہنچ کران کوکفراورشرک کے نقصانوں سے آگاہ کیاجائے تاکہ وہ جہنم کے عذاب سے بچ جائیں اگرمبلغ تبلیغ کرنے میں سخت کلامی کرے تب بھی برداشت کرناچاہئے کیوں کہ وہ جہنم کی آگ سے بچارہاہے۔(۳)

۱۹۰)مساجداوردینی مدارس مضبوط اورپکے کرکے بنائے جائیں کیوں کہ ان کودوبارہ بنانے

---

۱)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۲۷۲۔

۲)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۲۷۷۔

۳)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۲۷۷۔

اورمرمت کرنے والا کوئی نہیں ہوتا،اس لئے جس کوموقع ملے تومضبوط کرکے بنائے ،باقی گھروں کو بنانے کے لئے تواولاد موجود ہوتی ہے۔(۱)

۱۹۱)جس مدرسہ سے بدعت کی اشاعت ہو،اس میں چندہ دینا گناہ ہے۔(۲)

۱۹۲)دین کے ذریعہ جب دنیا پرستی کی جائے تو پھر دین نہیں رہتا،پھر جہاں سے پیسے ملیں گے تو وہی دین قبول کیا جائے گا۔(۳)

۱۹۳)دل ٹوٹے ہوئے برتن کی طرح ہے،اس میں کوئی بھی چیز ڈالو تونہیں رہے گی،قلب اللہ کے فعل (تجلی افعالی) سے ٹوٹ چکا ہے،جب بھی غیر کاارادہ آتا ہے تو اللہ کا فعل اورغیرت اس کو توڑتی ہے اس کوفناءالارادہ کہتے ہیں۔(۴)

۱۹۴)ورد اور وظیفے اوران کی تاثیر ان اللہ والے اور بزرگوں کی ہوگی جن کا تقوی اور پرہیزگاری اونچے درجہ کی ہوتی ہے،ہمارے نہ ایسے عمل،نہ تقوی تو پھر اثر کیا ہوگا۔(۵)

۱۹۵)انسان کا جنوں اور منتروں سے کیا کام؟ کیا اللہ تعالی نے تجھے یہ حکم دیا ہے کہ جن نکالتا رہ اور منتر پڑھتا رہ،تجھے تو اللہ تعالی نے عبادت کا اوراپنے سے تعلق پیدا کرنے کاحکم دیا ہے۔(۶)

۱۹۶)قرآن مجید پر ایسا ایمان نہیں لانا چاہئے جو ٹھوکریں کھا کر ادھر ادھر جائے،بل کہ پہاڑ جیسا مضبوط ایمان ہونا چاہئے،جو قیامت کے دن کام آسکے۔(۷)

۱۹۷)انسان کو اولاد بھی پیاری ہوتی ہے لیکن اللہ جل شانہ سب سے پیارا ہے،یہ (اولاد) کام نہیں آئے گی،اورنہ ہی بچاسکے گی،مگر وہ ایک اللہ ہے کہ ہر جگہ اور ہر وقت کام آئے گا،

---

۱)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۲۷۸۔

۲)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۲۹۳۔

۳)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۲۹۵۔

۴)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۲۹۹۔

۵)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۳۰۵۔

۶)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۳۰۷۔

۷)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۳۰۹۔

اس سے تعلق رکھ اوراس سے نباہ ،جو چیز تکلیف اٹھا کر حاصل ہوتی ہے اس کی قدر ہوتی ہے، بلا مشقت مفت والی چیز کی قدر نہیں ہوتی۔(۱)

۱۹۸)اگرچہ دعامیں وسیلہ مانگنا فی نفسہ جائز ہے لیکن قرآن وحدیث میں جتنی بھی دعائیں سکھائی گئی ہیں ان میں کہا گیا ہے کہ اللہ تعالی سے مانگو،ان میں کوئی بھی وسیلہ موجود نہیں ہے۔ دعائیں اسم اعظم یا اللہ تعالی کی صفات کے توسل سے مانگی جائیں تو وہ زیادہ مناسب ہے کیوں کہ اس کا ثبوت ملتا ہے۔(۲)

۱۹۹)دنیا میں جو تکلیف آتی ہے وہ یہ احساس دلانے کی خاطر آتی ہے کہ آگے معاملہ دشوار ہے۔اس کا خیال رکھنا، یہ تھوڑی سی تکلیف یہاں پر نہیں سہہ سکتا تو آخرت میں کیسے سہہ سکے گا،اس لئے اس دنیا کی چار دن کی خوشی والی زندگی کے لئے آخرت کو نہیں بھولنا چاہئے ، جہاں ہمیشہ کی زندگی گزارنی ہے،وہاں نہ تو موت آنی ہے،نہ ہی کوئی قتل کرے گا،نہ ہی آگ میں جلنے سے مرجائے گا، آخرت کا معاملہ بہت دشوار ہے،اس کے لئے کچھ تیاری کرنی چاہئے،انسان دنیا کے اندر برے دوستوں اور گندے ماحول کی خاطر دین کو چھوڑتا ہے، بے وقوف انسان کو یہاں پتا نہیں چلتا لیکن آگے چل کر پچھتائے گا ،ہم نے ہزاروں لوگ دیکھے جو دنیا میں شان وشوکت کے ساتھ رہے،وہ مرگئے آج ان کا نام یاد کر لینے والا بھی کوئی نہیں ہے،انسان اس دنیا کے فریبوں کو دیکھ کر مغرور نہ ہو، اللہ کی رضا اوراس کا تعلق حاصل کرنا چاہئے ، یہ چیز انسان کو آخرت میں کام یاب کرے گی۔(۳)

۲۰۰)اہل حق اتنی کوشش نہیں کرتے جتنی کوشش شیطانی قوتیں کر رہی ہیں،ان کی سرپرستی حکومت بھی کر رہی ہے،اہل باطل انسانوں کو گم راہ کرنے کے لئے مال ودولت دیتے ہیں،عورتوں کی پیش کش کرتے ہیں اور جہل اور مفلسی کی وجہ سے مسلمان بھی اس طرف کھنچ جاتے ہیں۔(۴)

۲۰۱)انسان جب تک مذہب سے پوری طرح باخبر نہ ہوگا تو ایمان بچانا مشکل ہے، سیدھا

---

۱)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۳۱۲۔

۲)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۳۱۴۔

۳)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۳۱۴۔۳۱۵۔

۴)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۳۱۸۔۳۱۹۔

جہنم میں چلا جائے گا، مسلمانوں پر ضروری ہے کہ وہ مذہب کو سمجھیں اور اس کو پوری طرح جانیں تو پھر وہ بچ سکیں گے، علم ایک ہتھیار ہے جس کے ساتھ وہ جواب دے سکتا ہے، علم کے بغیر بہت مشکل بات ہے کہ بچاؤ ہو سکے۔(۱)

۲۰۲) اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے ہم کو مسلمان بنایا یہ اس کا احسان اور کرم ہے، لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم مسلمان ہوئے ہیں تو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر احسان کرتے ہیں، ہرگز نہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے دین کے لئے منتخب فرمایا ہے، کافروں کی کسی بھی چیز کو پسند کرنے سے انسان کا حشر خراب ہو جاتا ہے۔(۲)

۲۰۳) دین سے محبت رکھنے والا انسان یہ خیال کرے گا کہ میرے اٹھنے بیٹھنے چلنے پھرنے میں حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبت ہو، اور جس کے دل میں یہ محبت نہ ہوگی تو نماز روزہ تو ادا کرتا رہے گا لیکن اخلاق اور عادات حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والے مشکل لگتے رہیں گے، محبت والے انسان کو ہر حکم آسان لگے گا اور کھوٹے دل والے کو ہر چیز دشوار نظر آئے گی۔ مسلمانوں کے لئے بس یہ چیز کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، یا اللہ کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے، یا قرآن مجید میں یہ حکم دیا گیا ہے، اب کون سی چیز مانع ہے کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق شکل نہ بنائی جائے، اب یہ کام مشکل لگتا ہے کہ دل مانتا ہی نہیں، معلوم ہوا کہ دل میں ابھی اسلام نہیں پہنچا، دل میں حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت بھی ہو اور پھر ان کی سنت دشوار بھی لگے، تو یہ کیسے ہو سکتا ہے؟۔۔۔(۳)

۲۰۴) جب ایمان میں نقص ہوتا ہے تو گناہ کو ہلکا سمجھا جاتا ہے۔(۴)

۲۰۵) اسلام کی ایک پارٹی کی حیثیت سے مدد نہ کی جائے بل کہ حق اور انصاف کی رو سے مدد کی جائے، جس طرف بھی حق اور انصاف نظر آئے اس کی مدد کی جائے مسلمان کی بھی کسی پارٹی میں شریک ہونے کی حیثیت سے مدد کرنی نہیں ہے بل کہ یہ دیکھنا ہے کہ وہ حق پر ہے یا ناحق پر،

---

۱)۔تحفۃ السالکین: ج:۲ ص:۳۱۹۔

۲)۔تحفۃ السالکین: ج:۲ ص:۳۲۰۔

۳)۔تحفۃ السالکین: ج:۲ ص:۳۲۳۔۳۲۴۔

۴)۔تحفۃ السالکین: ج:۲ ص:۳۳۱۔

اگر مسلمان بھی ناحق پر ہو تو اس کی مدد کرنا بڑی معصیت ہے۔(۱)

۲۰۶) ہر دور میں حکمرانوں کا طریقہ رہا ہے کہ اپنی خواہشات نفسانی کو اچھا لیبل لگا کر، ان پر اسلام یا قرآن کا نام لگا کر لوگوں میں پھیلاتے ہیں مگر اسلام، اسلام ہی رہے گا، کفر کفر ہی رہے گا، پہلے دور میں بھی کفریہ مسائل پھیلائے گئے، خلق قرآن کا مسئلہ حکومت نے پیدا کیا تھا لیکن علما حق نے اس کا منہ توڑ جواب دے دیا، حکومت کی بات ختم ہوگئی، اسلام کا صحیح مسئلہ آج بھی موجود ہے اور چل رہا ہے حکومتی مسئلہ کی پاس داری والا آج ایک بھی موجود نہیں ہے، اسلام کا ان تنگ گھاٹیوں سے گذر ہوتا رہا ہے، بات وہی رہتی ہے جو حق پر مبنی ہے، یہ لوگ جو کچھ کر سکتے ہیں وہ اسلام کے خلاف کر گزرتے ہیں، باقی رہا علما سوء کی تائید کا مسئلہ تو یہ بھی ہر دور میں رہا ہے، یہ لوگ حکومت وقت کے پابوس (پاؤں چومنے والے) رہے ہیں، ایسے لوگوں کا کوئی مذہب اور ضمیر نہیں ہوتا، ایسے لوگوں کے مذہب کی ابتدا ہی حکومت کی تائید ہوتی ہے، انگریز کے دور میں بھی علما سوء انگریزوں کے ساتھ رہے، کفار کی تائید کی، مسلمانوں میں تفرقہ ڈالا ان کے عقائد اور نظریات پر حملے کرتے رہے، انگریز نے مرزا قادیانی کو کھڑا کیا تا کہ ختم نبوت کا مسئلہ ختم کیا جائے اور ایک نیا نبی بنا کر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کو مشکوک بنایا جائے ان ہی انگریزوں نے مسلمانوں میں قرآن وسنت کی تعلیم کا خاتمہ کرنے کے لئے سرسید خان جیسے بے دین لوگوں کو کھڑا کیا اور ان کی سرپرستی کی، تا کہ وہ ان کے ذریعہ سے مسلمانوں میں اپنی تہذیب کو پھیلا سکیں چناں چہ ایک کالج کے ذریعہ تعلیم کے نام پر انگریزی تہذیب کو فروغ دیا، کافروں کی تعلیم کیا تعلیم ہوتی ہے؟ یہ تو تعلیم نہیں بل کہ جہالت ہے، اس تعلیم کے بعد اگر انسان خدا سے منہ موڑ لے اپنی تہذیب وثقافت سے نفرت کرے اپنے اقدار سے منحرف ہو جائے اور اس تعلیم کے ذریعہ کفار کی حکومت کا پرزہ بن جائے تو یہ تعلیم تو نہ ہوئی، یہ تو انگریز کی سازش اور منصوبہ تھا اس وجہ سے ہمارے علمانے جن کو اللہ تعالی نے نورِ بصیرت عطا کیا تھا انہوں نے اس تعلیم کی جو در حقیقت جہالت اور الحاد تھا مخالفت کی اور مسلمانوں پر زور دیا کہ وہ صرف قرآن وسنت کی تعلیم اپنی اولاد کو دلائیں اور انگریز کی تعلیم سے اپنے آپ کو اور اولاد کو

---

۱) تحفۃ السالکین: ج:۲ص:۳۴۳۔

بچائیں، آج اس کا نتیجہ یہ ہے کہ امت مسلمہ کفر اور الحاد سے بچ گئی ورنہ یہاں انگریز کی سازش سے تو کوئی مسلمان نہ بچ سکتا، اللہ تعالی نے کفار کی حکومت میں بھی اسلام کو بچالیا، اب انگریز چلے گئے مگر اسلام موجود ہے۔(۱)

۲۰۷) یہ حکومت جو غیر اسلامی قوانین نافذ کررہی ہے، اس کے یہ قوانین بھی ختم ہوجائیں گے اور طاقت کے زور پر اگر غیر اسلامی قوانین نافذ بھی ہوگئے تو مسلمان اس پر عمل نہیں کریں گے، علما حق کو چاہئے کہ مسلمانوں کو خبر دار کریں اور ان کو کفر اور الحاد کے فتنوں سے محفوظ رکھنے کے لئے باخبر کرتے رہیں، ہمارے علمانے ہر دور میں یہ کام کیا ہے اب بھی اسی طریقہ کو جاری رکھا جائے، اس میں ہرگز غفلت نہ کی جائے۔(۲)

۲۰۸) اگر مال اور دولت عزت کی چیز ہوتے تو اللہ تعالی سب سے زیادہ مال اور دولت انبیا علیہم السلام کو دے دیتے کیوں کہ عزت کے حق دار سب سے زیادہ یہ ہیں لیکن یہ عزت کی چیزیں ہی نہیں ہیں، اس لئے انبیا علیہم السلام کو نہیں دی گئیں۔(۳)

۲۰۹) مال کی ملکیت آتی ہے تو انسان بگڑ جاتا ہے، کتنا بھی علم کیوں نہ ہو ضرور اخلاق خراب ہوجاتے ہیں، مولوی صاحب کیوں نہ ہوا گر مال آ گیا اور کچھ ترقی ہوئی تو گم راہ ہوجائے گا۔(۴)

۲۱۰) جو بھی گناہ ہے وہ دنیا کی محبت سے پیدا ہوتا ہے، جو بھی دنیا کے معاملہ میں آگے بڑھتا ہے یعنی جس کے پاس دنیا اور جائے داد ہوتی ہے تو وہ چوریاں خون، قتل اور دوسروں کی بے عزتی وغیرہ کراتا ہے، دنیا کی محبت انسان کو اندھا کردیتی ہے، بے غیرت بنادیتی ہے، دوستیاں ختم کرادیتی ہے، دشمنیاں پیدا کرتی ہے، یہ انسان بیٹیاں بیچ کر بھی دنیا حاصل کرتے ہیں، انسان کو چاہئے کہ رب کی محبت حاصل کرے، دنیا کو آگ لگادے، زندگی آخر ختم ہونے والی ہے، دو چار دن ہیں، اب

---

۱)۔ تحفۃ السالکین: ج:۲ ص:۳۴۸۔۳۴۹۔

۲)۔ تحفۃ السالکین: ج:۲ ص:۳۴۹۔

۳)۔ تحفۃ السالکین: ج:۲ ص:۳۵۱۔

۴)۔ تحفۃ السالکین: ج:۲ ص:۳۵۳۔

پریشانی کس چیز کی ہے، بچپن سے پالا ہے، آگے بھی پالے گا، یہ دنیا مسافری کی جگہ ہے۔(۱)

۲۱۱) **کسی آدمی کو خوش حال دیکھ کر یا اس پر خدا کی کوئی نعمت دیکھ کر شکر کرنا چاہئے کہ اللہ تعالی نے اس کو دیا ہے، اور مسلمانوں کو اس سے بھی زیادہ بہتر اور خوش حال بنائے، کسی آدمی کا حسن و جمال ، جائے داد اور دھن دولت دیکھ کر اس پر جلنا شیطانی کام ہے۔(۲)**

۲۱۲) **انسان کے سامنے جھکنا درست نہیں ہے، سجدہ کرنا رب تعالی کے سوا کسی اور کو جائز نہیں ہے۔(۳)**

۲۱۳) لوگوں کو ضرورت ہے اسلام کی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی، اسلام کو ضرورت نہیں لوگوں کی، ان کو چاہئے کہ وہ اسلام کو تلاش کریں اور تلاش کریں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو، ایسا نہیں ہے کہ وہ کہتے پھریں کہ ہمارے پاس اسلام آتا یا ہمارے پاس پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آتے، تو پھر ہم مانتے، ہر ایک کو حق کے راستہ کی تلاش ہونی چاہئے کہ کس طرح رب تعالی سے تعلق قائم کروں، کس طرح کام یاب زندگی گزاروں، اس کے لئے جتنی عزت اور قدر ہوگی اتنی تلاش کرے گا، پوچھے گا، گھومے گا، اور پھرے گا۔(۴)

۲۱۴) ہم تو اس بات کے مامور ہیں کہ جو اللہ تعالی نے فرمایا ہے اس پر ایمان لے آئیں، ہمارا کام تو یہی ہے، باقی یہ کام کیوں ہوا اس میں کیا حکمت تھی، اس میں ہمارا دخل ہی نہیں، یہ اللہ تعالی کا کام ہے۔(۵)

۲۱۵) ہم جو بات قرآن میں دیکھیں اس پر ایمان لانا فرض ہے، باقی اس میں کیا راز ہے، لوگوں نے تفسیریں کی ہیں، کچھ نکتے بیان کئے ہیں، لیکن حقیقت اس سے برتر ہے، نکتہ بیان کرنا تو آسان ہے اصل بات ایمان لانے کی ہے۔ ہمارا ایمان یہ ہونا چاہئے کہ اللہ تعالی نے جتنے انبیا علیہم السلام مبعوث فرمائے وہ برحق ہیں اللہ کی نازل شدہ کتب برحق ہیں، اس سے زیادہ ہم مسئول

---

۱)۔ تحفۃ السالکین: ج:۲ ص:۳۵۷۔

۲)۔ تحفۃ السالکین: ج:۲ ص:۳۵۸۔

۳)۔ تحفۃ السالکین: ج:۲ ص:۳۶۰۔

۴)۔ تحفۃ السالکین: ج:۲ ص:۳۶۱۔

۵)۔ تحفۃ السالکین: ج:۲ ص:۳۶۵۔

نہیں ہوں گے کہ کیا کیا حکمتیں ہیں بل کہ جو ہمارے **ایمان**، **اصلاح یا فائدے** کی بات ہوگی جس کا **انہوں نے حکم کیا ہے اس کے ہم مسئول ہوں گے**، **لیکن انسان کچھ باتیں خیال میں سمجھ لیتا ہے، ان** کی بھی **ایسی وقعت** نہیں ہے۔(۱)

۲۱۶)انسان میں سب سے بہتر اور عمدہ چیز جو رکھی گئی ہے وہ ہے **انسان کا قلب**، جس چیز سے **دل کا** تعلق ہو یعنی جس سے **دل لگ جائے اس کے** ساتھ **سچا تعلق** ہوتا ہے **دل نہ لگے تو تعلق جھوٹا** ہوتا ہے، **دل** بمنزلہ **حاکم** کے ہے، **جو چیز دل** میں **پیدا** ہوتی ہے وہی **اعضا** کرتے ہیں، جس سے **دل بے زار** ہوتا ہے **تو سب اعضا بے زار** ہوجاتے ہیں، جس سے **دل کا لگاؤ** ہوتا ہے **سارا وجود اس** سے لگا رہتا ہے، **اگر کوئی بات دل** میں **نہ ہو صرف زبان** سے کہے **تو وہ جھوٹ** ہوجاتی ہے، **اس طرح ایمان** کا **مرکز** بھی **قلب** ہے، **اللہ اور رسول** ﷺ **اور کتاب اور آخرت پر ایمان** بھی **دل** سے ہوتا ہے، **ہاتھ**، **کان اور سر** سے نہیں ہوتا، **دل مان جائے اور زبان** سے **اقرار** کرے **تو مومن** بن جاتا ہے، **زبان** سے کہے مگر دل سے نہ مانے تو اس کو منافق کہتے ہیں، دونوں سے نہ مانے تو کافر ہوتا ہے۔(۲)

۲۱۷)اللہ کے **بندوں** کی دو قسمیں ہوتی ہیں:

۱)ابرار **۲)مقربین**

ابرار سے **عمل کا صدور کسی مقصد** کے لئے ہوتا ہے کہ دنیا **اور آخرت** میں **بھلائی** ہوگی، **جنت ملے گی**

مقربین ایسے لوگ ہوتے ہیں جو دنیا **اور آخرت** کو **نظر انداز کر کے صرف ذات الٰہی** کی **رضا کو** **اپنا مقصود** بنا لیتے ہیں، **ان کی عبادت صرف خوشنودئ رب** کے لئے ہوتی ہے، **وہ یہ نہیں سوچتے کہ** دنیا کیسے ہوگی، **آخرت** میں **ہمارے ساتھ** کیا ہوگا، **ان کے سامنے تو یہ بات** ہوتی ہے کہ **خدا راضی ہو** **اور ہم صرف اس** لئے **عبادت** کرتے ہیں کہ **وہ ہمارا خالق** ہے، **ہمارا محسن** حقیقی ہے، **ہمارا منعم** ہے، **ہم اس کے بندے** ہیں **مستقبل** میں کیا ہوگا، **آخرت** میں **وہ ہمیں کیا عنایت کریں گے**، **یہ تو اس کا کام** ہے، **ہمارا اس** سے کیا؟ **ہمیں تو صرف اس کی رضا** چاہئے، **تو یہ لوگ مقربین** ہوتے ہیں۔۔۔

---

۱)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۳۶۵۔

۲)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۳۶۶۔۳۶۷۔

ابرار کے عمل کے پیش نظر دنیا، آخرت اور جنت ہے مگر مقربین کے لئے یہ بھی معصیت ہے، ان کے پیش نظر ذات الٰہی کی رضا ہے، تھوڑی سی توجہ بھی غیر اللہ پر پڑ جائے تو ان کے لئے معصیت ہوجاتی ہے، ان کی روح میں محبت الٰہی موج زن ہوتی ہے، اس لئے روح کی توجہ کسی اور چیز کی طرف نہیں پڑتی، ان بندوں کا تعلق ذات حق سے حقیقی طور پر قائم ہوجاتا ہے جو کبھی بھی کم زور نہیں ہوتا اور نہ ہی ختم ہوسکتا ہے۔(۱)

۲۱۸) نافرمانی ایسی تکلیف دہ چیز ہے کہ انسان کو بلند مقام سے گرادیتی ہے۔(۲)

۲۱۹) کتنی بھی نافرمانی ہوجائے تو نا امید نہیں ہونا چاہئے، بل کہ اس کے فضل وکرم سے امید رکھنی چاہئے، حالات خواہ کیسے بھی آجائیں مگر نا امیدی نہ ہو بل کہ طلب جاری رہنی چاہئے۔(۳)

۲۲۰) حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل سنت کا عقیدہ ہے، انبیائے کرام علیہم السلام قبروں میں زندہ ہیں، ان کے جسم مبارک محفوظ ہیں، ان کو مٹی نہیں کھاتی، یہ بات حدیث شریف سے ثابت ہے۔(۴)

۲۲۱) اسلام نے تو ایمان لانے کی تبلیغ کی ہے، وحی کی عظمت اور حقیقت سمجھائی ہے اور یہی کام کرنے کا ہے، آج جتنا کچھ تبلیغ کا کام ہورہا ہے وہ بہت کم ہے، ضرورت پوری نہیں ہورہی ہے اتنا ہوجائے کہ ہر ایک تک قرآن کا پیغام پہنچ جائے تو اس کے بعد ایمان پختہ ہوجائے گا، آج کل شرک و بدعت کا زور ہے، لوگ جہالت کی وجہ سے شرک میں مبتلا ہوجاتے ہیں، علما کو چاہئے کہ اس سے نمٹیں، لوگوں کے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان کو مضبوط بنائیں، ان کو جہنم سے نجات دلانے کی جدوجہد کریں، اصل کام یہی ہے۔(۵)

۲۲۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو راستہ دکھایا ہے بس اس پر چلتے جاؤ، یہی راہ نجات ہے، اس کو چھوڑ دوگے تو بس وہی راستہ خدا کے غضب کا ہے اور وہی راستہ جہنم کی طرف جاتا ہے، یہ ایک

---

۱)۔تحفۃ السالکین: ج:۲ص:۳۶۸۔

۲)۔تحفۃ السالکین: ج:۲ص:۳۷۳۔۳۷۴۔

۳)۔تحفۃ السالکین: ج:۲ص:۳۷۴۔

۴)۔تحفۃ السالکین: ج:۲ص:۳۷۶۔

۵)۔تحفۃ السالکین: ج:۲ص:۳۷۷۔

بنیادی بات ہے۔(۱)

۲۲۳) چوریاں **اس** لئے ہورہی ہیں کہ حکومت میں کچھ بھی طاقت نہیں ہے، وہ چوروں پر کنٹرول نہیں کرسکتی، جب طاقت والی حکومت ہوتی ہے تو برائیوں کا انسداد ہوجاتا ہے، آج کی حکومت کا برائیوں کو روکنا تو درکنار بلکہ ان برائیوں کی سرپرستی کررہی ہے، حکومت کے چھوٹے افسر برائیوں میں مشغول ہیں کیوں کہ اوپر کی حکومت ان کو کچھ بھی کہہ نہیں رہی، ان کو عوام کے دکھ اور درد کی کیا پرواہ ہے، اللہ تعالی بہتری فرمائے، اچھی حکومت اللہ تعالی کی نعمت ہے اور ظالم حکومت خدا کا عذاب ہے، خدا کا عذاب تب ٹلتا ہے جب انسان خدا کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور ظالم سے مقابلہ کرتے ہیں۔(۲)

۲۲۴) کتابوں کے مطالعہ سے **اس** شخص کو فائدہ پہنچتا ہے جس کا حافظہ قوی ہو، وہ شخص ہی کامل فائدہ حاصل کرسکتا ہے۔(۳)

۲۲۵) آج کے زمانہ میں حق پر چلنا بہت مشکل ہے، اللہ والے بندے ہوتے ہیں جو ہر چیز کو قربان کرتے ہیں، ہر مسئلہ پر راسخ العقیدہ ہونا بہت مشکل بات ہے، بعض مرید ہوتے ہیں یا کچھ بڑے آدمی آتے ہیں تو مسئلہ بتانے میں ان کی رعایت کی جاتی ہے، جہاں آدمی کو لالچ ہوتی ہے تو پھر آدمی اسی طرف بہہ جاتا ہے، ایسا نہیں ہے کہ مسئلہ کو جانتے نہیں ہیں، ہر چیز کو جانتے ہیں لیکن یہ مفتی لوگوں کی رعایت کی وجہ سے مسئلہ کو ادھر ادھر گھما دیتے ہیں۔(۴)

۲۲۶) گیارہویں میں حرمت اس لئے ہے کہ انسان یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ یہ چیزیں دیں گے تو حضرت پیرانِ پیرؒ برکت ڈالیں گے اور اگر نہ دیں گے تو وہ نقصان پہنچائیں گے، ایسا عقیدہ رکھنا شرک ہے، باقی ایصال ثواب کی خاطر کسی خاص بزرگ یا کسی بھی ولی اللہ کے لئے کھانا یا کوئی دوسری

---

۱)۔تحفۃ السالکین: ج:۲ص:۳۷۹۔

۲)۔تحفۃ السالکین: ج:۲ص:۳۸۱۔

۳)۔تحفۃ السالکین: ج:۲ص:۳۸۲۔

۴)۔تحفۃ السالکین: ج:۲ص:۳۸۳۔

چیز رضائے الٰہی کے لئے دیتا ہے تو یہ جائز ہے۔(۱)

۲۲۷)عوام کا خیال رکھنا چاہئے،ان کو ایسی باتیں نہیں بتانی چاہئیں جو تاویلوں سے جائز بنتی ہیں تا کہ وہ گم راہ نہ ہو جائیں،انسان کو ہر حال میں خدا کا خوف رکھنا چاہئے انسان کے سامنے عوام اور اس کے تعلقات نہ ہوں کہ ان کی رائے کے مطابق فتوی دے بل کہ اللہ کے حکم کو دیکھ کر حق مسئلہ بتانا چاہئے۔(۲)

۲۲۸)والدین کی اجازت کے بغیر بل کہ ان کے روکنے کے باوجود دین کا علم حاصل کرنا چاہئے،علم حاصل کرو، پڑھو،ان کی ناراضگی کا کچھ بھی خیال نہیں کرو، جب کہ وہ خدمت کے بھی محتاج نہیں ہیں اور ان کے اور بیٹے بھی ہیں پھر تو ضرور علم دین حاصل کیا جائے،اگر وہ خدمت کے محتاج ہوں اور ان کی ہلاکت کا اندیشہ ہو تو پھر علم دین ترک کر کے ان کی خدمت کی جائے۔(۳)

۲۲۹)اگر لڑکا چھوٹا ہو تو پھر والدین کی مرضی سے جہاں پر وہ چاہیں تو وہاں پر پڑھے،لیکن جب بڑا ہو جائے تو پھر جہاں وہ اپنے لئے مفید سمجھے وہاں پر جا کر تعلیم حاصل کرے۔(۴)

۲۳۰)دراصل شیطانی جماعت کے لوگوں کی ہمیشہ دین داروں کے ساتھ دشمنی چلتی آ رہی ہے، یہ کوئی نئی بات نہیں ہے،آج تو یہ لوگ شیطانی طاقتوں کے اشاروں پر چل کر علماحق کے دشمن اور مخالف بنتے ہیں،ان کو برا بھلا کہتے ہیں، پارٹی بازی کر کے خلق خدا کو سیدھی راہ سے ہٹا کر گم راہی کی طرف کھینچتے ہیں لیکن یہ لوگ آگے چل کر قیامت کے دن پچھتائیں گے کہ ہم نے یہ کیا کیا؟ دنیا میں غلط معاملہ پر ڈٹ گئے، یہاں پر تو معاملہ ہی اور ہے لیکن وہ پچھتانا کارگر نہ ہوگا، یہاں پر ہی انسان کو سوچ سمجھ کر سیدھی راہ اختیار کرنی چاہئے، پھر کچھ بچاؤ کی صورت ہے۔دراصل یہ شیطان کی تعلیم ہے،وہ ہی ان باتوں کے کرنے پر ابھارتا ہے،وہ نامراد ازل سے دشمنی رکھتا آ رہا ہے۔(۵)

---

۱)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۳۸۳۔

۲)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۳۸۴۔

۳)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۳۸۴۔

۴)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۳۸۴۔

۵)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۳۸۵۔

۲۳۱)انسان کو چاہئے کہ اللہ تعالی کے آئے ہوئے احکام اور نبی کریم ﷺ کی بتائی ہوئی راہ کے مطابق زندگی گزارے،شیطانی طاقتیں مخالفت کرتی رہیں گی ،ان کی کچھ بھی پرواہ نہ کرے۔(۱)

۲۳۲)ایمان کی بنیاد توحید پر رکھی گئی ہے ،یعنی اللہ تعالی اپنی ذات اور صفات میں وحدہ لاشریک ہے،اللہ تعالی کے سوا کسی پر بھی بھروسہ نہ کیا جائے،کسی سے بھی خوف نہ کیا جائے،کسی کو بھی نفع اور نقصان کا مالک نہ سمجھا جائے،کائنات میں مختار اور متصرف اسی ذات کو سمجھا جائے، یہ ہے توحید،ایمان کی شروعات ہی یہیں سے ہوتی ہے۔(۲)

۲۳۳)ہر کام کے لئے اللہ تعالی نے افراد پیدا کئے ہیں،قرآن مجید سکھانے کے لئے مفسرین ،حدیث شریف سمجھانے کے لئے محدثین،حدیث سے مسائل نکالنے کے لئے فقہا کفار سے جنگ کرنے کے لئے مجاہدین،قرآن مجید کے الفاظ اور قرات کے لئے تجوید کے ائمہ، اسلامی احکام کو جاری کرنے کے لئے قاضی حضرات،سب انسان اپنے مقصد کو حاصل کرنے کی طرف متوجہ ہو گئے،اس طرح احسان پیدا کرنے کے لئے یعنی تعلق مع اللہ کے لئے صوفیائے کرام پیدا ہوئے،ان کا مقصد تھا کہ انسانوں کا خدا تعالی سے تعلق قائم ہو جائے۔(۳)

۲۳۴)انسان برے لوگوں کی صحبت سے اجتناب کرے، کیوں کہ ان کی شامت (برائی) دنیا ہی میں وبال بن جاتی ہے۔(۴)

۲۳۵)برے لوگ دنیا میں بھی ذلیل کرتے ہیں اور آخرت میں بھی ہلاک کرتے ہیں۔(۵)

۲۳۶)اللہ تعالی نے انسان کو پیدا کیا ہے،اس کا کمال یہ ہے کہ وہ اس دنیا میں ایسی زندگی گزارے کہ دائمی راحت والی جگہ جنت حاصل کرلے اور دائمی عذاب والی جگہ جہنم سے بچ جائے۔

---

۱)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۳۸۹۔

۲)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۳۹۰۔

۳)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۳۹۱۔۳۹۲۔

۴)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۳۹۵۔

۵)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۳۹۶۔

انسان کا دنیا میں کمال پر پہنچنا یہ ہے کہ وہ خدا کی رضا اور خوش نودی حاصل کر لے اور اس نعمت عظمی کو حاصل کر لے، انسان ایسے زندگی نہ گزارے جیسے دوسرے جانور اس دنیا میں رہ رہے ہیں، پیٹ پالنے کے لئے کوئی کاروبار یا کھیتی باڑی کرے اور اس میں رات دن مشغول رہے۔ دن کو دنیا کے دھندے اور رات کو سونے کے حوالے یا پھر عیش وعشرت میں ساری زندگی گزار دے تو یہ زندگی ایک ناکام زندگی ہے۔اس شخص نے اپنی زندگی کو ناکام بنا دیا کیوں کہ اس کو دائمی عذاب سے بچنے کی کوئی فکر نہ ہوئی اور دائمی عزت حاصل کرنے کے لئے کوئی کوشش نہیں کی۔(۱)

۲۳۷) انسان صرف اس دنیا کے لئے نہیں ہے کہ بس زندگی گزر گئی، اب آگے کچھ بھی نہیں ہے، بل کہ اصل زندگی تو اس زندگی کے بعد شروع ہوتی ہے۔اس حقیقی زندگی کی کامیابی ہی اصل کامیابی ہے۔(۲)

۲۳۸) پیروں کی قبروں پر لے جانا اور وہاں مرادیں مانگنا جواب دینا وغیرہ، یہ سب شیطان کی حرکتیں ہیں، کچے ایمان والے کو پکا مشرک بنا کر اس کو بھی اپنے ساتھ جہنم کی طرف لے جاتا ہے، عام لوگ بے چارے سمجھتے ہیں کہ یہ بزرگ کرتا ہے،لیکن بزرگ تو ان معاملات سے دور اور الگ تھلگ ہے وہ تو وفات کے بعد خدا تعالی کے دیدار میں مستغرق ہے۔(۳)

۲۳۹) شیطان کا اصل مقابلہ توحید سے ہے، وہ چاہتا ہے کہ انسان موحد نہ ہوں، ایک خدا پر ایمان نہ لائیں، اگر موحد ہو جائیں گے تو ان کی نجات یقینی ہو جائے گی، موحد کتنے بھی گناہ کرے پھر بھی آخر جنت میں جائے گا اور مشرک ہمیشہ جہنم میں رہے گا، وہ کتنی ہی نیکیاں کرے عبادت کرے، حج اور خیراتیں کرے، اس کو تنکے کے برابر بھی ثواب نہیں ملے گا، گویا کہ نیکیاں فضول کر رہا ہے، مشرک کے کسی بھی عمل کی کچھ وقعت نہیں ہے، جیسے کنویں میں نجاست پڑی ہوئی ہو تو کتنا بھی اس کنویں سے پانی نکالا جائے لیکن کنواں پاک نہیں ہوگا، اسی طرح مشرک کے دل میں جب تک شرک موجود ہوگا تب تک وہ پاک نہیں ہوسکتا اور ناپاک کی کوئی بھی نیکی قبول نہیں، اس لئے

---

۱)۔ تحفۃ السالکین: ج:۲ ص:۳۹۸۔

۲)۔ تحفۃ السالکین: ج:۲ ص:۳۹۸۔

۳)۔ تحفۃ السالکین: ج:۲ ص:۴۰۹۔

تبلیغ کرتے وقت توحید کو مقدم رکھا جائے، توحید کے متعلق کوئی بھی رعایت نہ کرنی چاہئے باقی دوسرے فرعی مسائل میں بھلے نرمی کی جائے، فروعی مسائل میں سختی کرنے سے عوام پر اچھا اثر نہیں پڑتا، اس لئے فروعی مسائل میں اختلاف کرنے سے احتراز کرنا چاہئے، چھوٹے مسائل میں سختی کرنے کا نتیجہ خراب نکلتا ہے۔(۱)

۲۴۰) اختلافی مسئلہ پر بحث نکلے تو اس سے یہ کہہ کر جان چھڑائی جائے کہ اس میں علما کرام کی جو تحقیق ہے اس کو دیکھیں گے اصول دین کی آہستہ آہستہ تبلیغ کرتے رہو، اس طریقہ سے کتنے ہی علما وہاں کام یاب رہے ہیں جہاں شرک وبدعت موجود تھا، اگر پہلے دن ہی لڑائی شروع ہوگئی تو اصلاح کا دروازہ بند ہوجائے گا، علم کے ساتھ حکمت ضروری ہے اور اس حکمت سے اچھا نتیجہ نکلے گا۔(۲)

۲۴۱) مصلح آدمی اصلاح کرتا ہے، جبر اور تشدد سے انسان قائل نہیں ہوتا، دل سے سمجھایا جائے تاکہ دل پر اثر پیدا ہو، اصل تو دل میں انقلاب پیدا کرنا ہے۔(۳)

۲۴۲) زبان سے دوستی کا دم بھرنے والے آزمائش کے وقت پیچھے ہٹ جاتے ہیں لیکن دلی دوست ہر آزمائش میں پورا ساتھ دیتا ہے، اسی طرح دل کی سچائی والا ایمان ہوگا تو وہ ہر عمل میں ظاہر ہوگا، سچا ایمان اللہ تعالی اور جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرماں برداری کرائے گا اور زبانی ایمان والا پیچھے ہٹتا رہے گا، خدا تعالی اور جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہو، جہاد کا اعلان ہوا، مال خرچ کرنے کا موقع آیا تو زبانی ایمان والا نظر ہی نہیں آئے گا، دین کے کام کرنے کے لئے ایسا ایمان ضروری ہے جو دل کی سچائی والا ہو سچائی والے ایمان سے جو عمل کئے جاتے ہیں وہ قبول ہوتے ہیں لیکن زبانی ایمان والے کے عمل قبول نہیں ہوتے بل کہ ایسا شخص منافق شمار کیا جاتا ہے، منافق کا حال بہت خراب ہے، ظاہری طور پر ایمان کا لیبل بھی لگا تا ہے لیکن حقیقت میں ایمان سے خالی

---

۱)۔تحفۃ السالکین: ج:۲ ص:۴۱۱۔

۲)۔تحفۃ السالکین: ج:۲ ص:۴۱۲۔۴۱۳۔

۳)۔تحفۃ السالکین: ج:۲ ص:۴۱۳۔

ہےاوراس کا کوئی بھی عمل قبول نہیں ہے۔(۱)

۲۴۳)انسان دو قسم کے ہوتے ہیں:

ایک قسم وہ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالی وہ کرے جیسا ہم چاہتے ہیں۔

دوسرے وہ بندے ہوتے ہیں جو کہتے ہیں کہ جیسا اللہ تعالی کرتا ہے وہی بہتر ہے، ہم اس میں راضی ہیں، چاہے وہ چیز ہم کو پسند ہو یا نہ ہو۔

پہلے والے ہوئے نفس کے بندے

دوسرے ہوئے خدا کے بندے، یعنی رضا بالقضا والے۔ یہ عامل لوگ بھی اس طرح کہتے ہیں کہ جس طرح ہم چاہتے ہیں اللہ تعالی ویسا کرے اس لئے انسان ایسی عملیات کی کتابیں نہ دیکھے، نہ اس غلط کام میں پھنسے۔(۲)

۲۴۴)''جل شانہ'' کا لفظ اللہ تعالی کے لئے خاص ہے، یہ لفظ کسی بھی نبی کے لئے ولی کے لئے یا کسی فرشتہ کے لئے استعمال نہیں کیا جاسکتا، یہ لفظ کسی بھی شخص کے لئے استعمال کرنا ظاہری طور پر شرک ہوسکتا ہے، شرک کی سزا جہنم ہے، شرک کرنے سے انسان کے تمام اعمال حبط ہوجاتے ہیں۔(۳)

۲۴۵)انسانوں میں سب سے بڑا مرتبہ اور بلند مقام حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہے، پھر اولوالعزم پیغمبروں کو، پھر تمام انبیا اور رسولوں کو، انبیا کے بعد افضل البشر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں پھر باقی خلفائے راشدین، پھر اہل بدر، پھر اہل احد، پھر اہل بیعت رضوان، پھر وہ جو فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوئے پھر باقی تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آجاتے ہیں، اس کے بعد باقی اللہ کے پیارے بندے اور صالح بندے ہیں، ان سب کا اپنا مقام اور مرتبہ ہے لیکن کوئی بھی اللہ تعالی کی ذات سے برابری نہیں کرسکتا، جل جلالہ یا جل شانہ فقط رب تعالی کا خاصہ ہے کہ کسی نبی کے لئے بھی جائز نہیں ہے، یہ

---

۱)۔تحفۃ السالکین: ج:۲ص:۴۱۹۔

۲)۔تحفۃ السالکین: ج:۲ص:۴۲۱۔

۳)۔تحفۃ السالکین: ج:۲ص:۴۲۲۔

کہنا شرک شمار کیا جائے گا۔(۱)

۲۴۶)ولی اور بزرگ ہدایت کرنے کے لئے ہیں،ان کے پاس جائیں توان سے ہدایت کا راستہ پوچھیں باقی ان کے ہاتھ میں تنکا بھی نہیں ہے کہ وہ لوگوں کو نفع یا نقصان پہنچائیں،وہ اپنی ذات کے لئے بھی نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتے۔(۲)

۲۴۷)ایثار اور قربانی ایک بڑی نعمت ہے،ایسا کام کرے جس سے دوسرے کا نقصان نہ ہو اور خود کو بھی فائدہ پہنچے لیکن اصل بات یہ ہے کہ دوسرے کو فائدہ پہنچے اپنے کو بھلے نقصان پہنچے،یہ بات صحابہ کرامؓ میں موجود تھی۔(۳)

۲۴۸)شیطان انسان سے ایمان زبردستی کر کے نہیں چھینتا،بل کہ وہ خود چھوڑ بیٹھتا ہے۔(۴)

۲۴۹)خوف بھی ہر ایک کو رکھنا ہے بے خوف نہ ہونا چاہئے،رحمت کی امید بھی ضرور رکھی جائے ناامید نہیں ہونا چاہئے،اگر یہ کہے کہ میں نجات یافتہ ہوں پھر کس لئے عمل کروں،یا کہے کہ میں جہنمی ہوں تو اب کس لئے عمل کروں،تو یہ بات ایمان کے خلاف ہے،کتنی بھی نیکی کرے،تقوی کے کسی بھی درجہ پر پہنچ جائے تب بھی ڈرتا رہے کہ میں ابھی بھی ناقص ہوں۔(۵)

۲۵۰)ہمارے لئے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رہنما ہے اور ہمیں اس سے راہ نمائی لینی چاہئے،انبیا علیہم السلام سے مقام اور مرتبہ میں کوئی شخص بڑھ نہیں سکتا۔(۶)

۲۵۱)اولیا کرام پر بعض اوقات کچھ چیزیں منکشف ہوجاتی ہیں مگر یہ سب اللہ تعالی کی مشیت کے ساتھ ہے کہ جب اللہ تعالی چاہے کسی بندہ کو کوئی چیز منکشف فرمادے،باقی ہر وقت ہر حال میں مرشد اپنے مرید کو دیکھتا رہتا ہے اور اس کے حالات کو جانتا ہے تو یہ عقیدہ رکھنا کفر اور

---

۱)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۴۲۲۔

۲)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۴۲۳۔

۳)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۴۲۴۔

۴)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۴۲۵۔

۵)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۴۲۷۔

۶)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۴۲۸۔

شرک ہے۔(۱)

۲۵۲) جب تک ولی کامل زندہ ہوتا ہے تو تلقین کا اثر رہتا ہے بعد میں لوگ اس کو بھول جاتے ہیں اور اس ولی کو خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں مگر کتاب وسنت کا علم آجانے کے بعد انسان گم راہ نہیں ہوسکتا، عالم نے اگر صحیح علم دیا تو اس کے مرنے کے بعد بھی علم کی وجہ سے انسان کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق ملتی ہے، اس لئے علم ہر چیز پر مقدم ہے، یہ سب سے بڑی خدمت ہے، عوام الناس کے گم راہ ہونے کی بھی بڑی وجہ یہی ہے کہ وہ علما کی صحبت اختیار نہیں کرے اور ان کو قرآن وسنت کا علم حاصل نہیں ہوتا۔(۲)

۲۵۳) ہر کام خدا کی رضا کی خاطر کیا جائے، خدا کی رضا کے لئے کام کرنے میں مخالفتیں بھی ہوں گی، لیکن اس کام کرنے میں خدا کی توفیق شامل حال رہے گی اور تکالیف کا اجر ملے گا۔(۳)

۲۵۴) یہ زندگی کے چند دن ہیں ان میں خدا کی راہ پر چل کر اس کی رضا حاصل کی جائے ورنہ انسان ہمیشہ کے لئے جہنمی بن جائے گا، سوچنے سمجھنے کا یہ وقت ہے، اس میں اپنا فائدہ ہے، انسان کو اپنا بدخواہ نہیں ہونا چاہئے اور نہ ہی بڑوں کو بدنام کرنا چاہئے۔ انسان کو ہمیشہ توبہ واستغفار میں رہنا چاہئے۔(۴)

۲۵۵) سحر، جادو اور جنات وغیرہ کے اثرات بھی اللہ تعالی کی مشیت سے ہوتے ہیں۔(۵)

۲۵۶) اللہ تعالی مومن کو دنیا میں تکلیف دیتا ہے تاکہ کسی طرح دنیا میں اس کا دل نہ لگے، آخرت کی طرف دھیان کھنچ جائے، انبیا کرام علیہم السلام پر بھی تکلیفیں آئی ہیں، حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہلے کافروں کی تکلیفیں پہنچیں، بعد میں چل کر منافقین کی شرارتیں سامنے آئیں، بلند مقام تب

---

۱)۔تحفۃ السالکین: ج:۲ص:۴۳۱۔

۲)۔تحفۃ السالکین: ج:۲ص:۴۳۲۔

۳)۔تحفۃ السالکین: ج:۲ص:۴۳۶۔

۴)۔تحفۃ السالکین: ج:۲ص:۴۳۸۔

۵)۔تحفۃ السالکین: ج:۲ص:۴۴۰۔

نصیب ہوگا جب اس راہ میں تکالیف سے گذر ہوگا۔(۱)

۲۵۷) بیٹا! اصل علم تو دین کا ہے، انسان کے فائدہ والی چیز تو وہ ہے، باقی انگریزی علم تو گندگی میں ہاتھوں کو بھرنا ہے، انسان کی عاقبت پر نظر ہو کیوں کہ اصل مقصودی چیز وہ ہے۔(۲)

۲۵۸) دنیا کی فراوانی اور شوخی انسان میں طغیانی پیدا کرتی ہے، وہ سرکش بن جاتا ہے، علم والا آدمی اگرچہ کچھ مسکین ہو تب بھی اس کی تو گذر جاتی ہے۔ انسان دولت کو جمع کرنا چھوڑ دے، دولت کے آنے سے انسان میں بری عادات خود بخود آجاتی ہیں، دین کو دنیا کی وجہ سے نقصان نہ پہنچائے، دنیا کی آسائش کو چھوڑ دے، دنیا جتنی مقدر ہے وہ خود مل جائے گی۔(۳)

۲۵۹) دنیا میں انسان آیا، اب اس کو ثابت کر کے دکھانا ہے کہ وہ اللہ کو راضی کرتا ہے یا نفس کو راضی کرتا ہے، اگر اللہ تعالی کو راضی کرنے کی فکر میں ہے تو وہ نفس کی طرف دیکھے گا ہی نہیں، جیسی بھی گذرے، اس کو فکر ہی ادھر کی لگی ہوئی ہوگی، بات تو ایک ہی ہاتھ آئے گی، یا نفس کی خواہشات یا خدا کی رضا۔(۴)

۲۶۰) انسان کے لئے ضروری ہے کہ جس کام سے اللہ تعالی راضی ہو اس کو پہچان لے، جس سے ناراض ہوتا ہے اس کو بھی پہچان لے، تا کہ وہ اپنے لئے خیر خواہ بن سکے، ناراض کرنے والی باتوں سے احتراز کر سکے اور باقی چیزوں کو اپنائے، جن کو خبر تک نہیں کہ اللہ کن باتوں میں راضی ہے اور کن باتوں میں ناراض ہے تو وہ کیا کر سکتا ہے؟ اس لئے ضروری ہے کہ علم وحی کا، علم قرآن کا حاصل کرلے، بڑی عمر کے لوگوں کو تو علما کرام کی صحبت سے علم حاصل ہو سکتا ہے، چھوٹی عمر کے لوگوں کو تعلیم حاصل کرنے سے پتا لگ سکتا ہے، اس طرح انسان گم راہی سے بچ سکتا ہے، اس لئے علم کا حصول ضروری ہے۔(۵)

---

۱) تحفۃ السالکین: ج:۲ ص:۴۴۲۔ ۴۴۳۔

۲) تحفۃ السالکین: ج:۲ ص: ۴۴۳۔

۳) تحفۃ السالکین: ج:۲ ص:۴۵۱۔

۴) تحفۃ السالکین: ج:۲ ص:۴۵۱۔

۵) تحفۃ السالکین: ج:۲ ص:۴۵۵۔

۲۶۱)جتنی انسان کوشش کرتا ہے اتنا رحمت کا دروازہ کھلتا ہے،جو حاصل ہو اس پر شکر کرنا چاہئے تو اس میں زیادتی ہوگی،علم کے بغیر انسان جانوروں سے بدتر ہے،جانور نہ جنت میں نہ ہی جہنم میں جائیں گے۔(۱)

۲۶۲)انسان سیدھے راستہ سے بھٹکا تو جہنم میں جائے گا تو جانور سے ابتر نکلا، کیوں کہ اس کے پاس حق و باطل کا معیار نہیں ہے،اگر خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا کا علم ہے تو اس کو کوئی بھی آدمی کچھ بھی کہے تو وہ اس کو جھوٹا کہہ سکتا ہے،خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ میں کوئی بزرگ،کوئی غوث وقطب ہو اس کی بات نہیں مانی جائے گی،علم آنے کے بعد انسان کو اطمینان ہوتا ہے کہ میری نجات ہوگی۔(۲)

۲۶۳)علم دین حاصل کرو،اس جیسی نعمت دنیا میں دوسری ہے ہی نہیں،اگر انسان چاہے کہ دنیا میں انسان بن کر زندگی گزاروں اور آخرت میں میری کام یاب زندگی ہو تو دین کا علم حاصل کرے،اس کے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں ہے،اگر خود بڑا ہو چکا ہے تب بھی بڑی عمر کو نہ دیکھے،کوشش کرے تو مقصد حاصل کرلے گا۔(۳)

۲۶۴)انسان کی ہمت کے سامنے ہر چیز آسان ہے۔(۴)

۲۶۵)اللہ تعالی نے ہمیں ورد کرنے کا حکم فرمایا ہے،وارد کا انتظار نہ ہونا چاہئے، حالت کا پیدا ہونا یا گریہ کا طاری ہونا، یہ ایک حال ہے،مقام اور منزل یہ نہیں،ذکر کرنے سے مقصود اللہ تعالی کی رضا ہے نہ کہ کسی حالت کا طاری ہونا،بل کہ صوفیا کرام کے نزدیک اللہ تعالی کا ذکر اس مقصد کے لئے کرنا کہ کچھ کیفیات پیدا ہوں یا خلافت کی تمنا رکھ کر ذکر کرنا،خود شرک ہے کیوں کہ اس وقت اللہ تعالی کی رضا مقصود نہیں رہتی،بل کہ اللہ تعالی کی رضا کے علاوہ دوسرے امور مقصود بن گئے۔(۵)

---

۱)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۴۵۶۔

۲)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۴۵۶۔

۳)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۴۵۷۔

۴)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۴۵۹۔

۵)۔تحفۃ السالکین:ج:۲ص:۴۵۹۔

٢٦٦) ذکراللہ کرنے سے مقصد یہ مقام پیدا کرنا ہے کہ صرف اللہ تعالی کی ذات ہی انسان کا مقصود و مطلوب بن جائے۔(١)

٢٦٧) کیفیات کبھی آتی ہیں کبھی جاتی ہیں، اس پر نظر نہیں ہونی چاہئے، بل کہ اس مقام کو حاصل کرنا چاہئے۔(٢)

٢٦٨) درود تاج، درود لکھی، ہفت ہیکل، قصیدہ غوثیہ وغیرہ، ان اوراد کا پڑھنا بہتر معلوم نہیں ہوتا کیوں کہ صحیح سند سے ثابت نہیں ہیں، ان سے احتراز کرنا لازم ہے، ان اوراد اور ادعیہ کے ساتھ مشغول رہنا چاہئے جو کتاب اللہ اور حدیث پاک سے ثابت ہیں اور جن کی شیخ کی طرف سے تعلیم دی گئی ہو۔(٣)

٢٦٩) شعر واشعار سے دل چسپی نہیں رکھنی چاہئے، اشعار میں جب انسان محو ہوجاتا ہے تو قرآن شریف اور اذکار سے دل اٹھ جاتا ہے، ایک بیت یا ایک شعر پڑھنے کے بجائے ایک آیت قرآن مجید کی پڑھی جائے تو ایک ایک حرف کے بدلہ میں دس نیکیوں کا ثواب ملے گا، شعر پڑھنے میں ایک بھی نیکی نہیں ملے گی، زیادہ سے زیادہ شعر کہنا اور سننا مباح ہے اور کچھ اوقات میں مستحب ہے جیسے اعداء دین کی مدافعت کے لئے باقی ہمہ تن اشعار میں غرق رہنا، مجالس منعقد کرانا یہ صحیح نہیں ہے اگرچہ بعض مشائخ کے یہاں شعر اشعار کہے گئے ہیں، سماع کی محفلیں بھی ہوئی ہیں، لیکن ہمارا مزاج اس سے انکار کرتا ہے۔(٤)

٢٧٠) اصل علم دین کا علم ہے، اس کو پڑھا جائے اور اس کو پڑھایا جائے اور اپنی زندگی قرآن وسنت سے وابستہ کی جائے، انسان کو تھوڑی زندگی ملی ہے، اس زندگی کو اللہ کی رضا کے مطابق گزارنا چاہئے۔(٥)

---

١)۔تحفۃ السالکین: ج:٢ص:٤٥٩۔

٢)۔تحفۃ السالکین: ج:٢ص:٤٦٠۔

٣)۔تحفۃ السالکین: ج:٢ص:٤٦١۔

٤)۔تحفۃ السالکین: ج:٢ص:٤٦١۔٤٦٢۔

٥)۔تحفۃ السالکین: ج:٢ص:٤٦٣۔

۲۷۱) سالک کو چاہئے کہ اللہ تعالی کی طلب اور تلاش میں بالکل مایوس نہ ہو اور استقامت اختیار کرے تو ان شاءاللہ تعالی حقیقی مقصود کو پائے گا۔(۱)

۲۷۲) انسان کا نفس (خواہشات کرنے میں) کتے کی طرح ہے، اس لئے انسان کو چاہئے کہ نفس کی خواہشوں اور امیدوں کی تابع داری نہ کرے، نفس کی خواہشات اور تمناؤں کو پورا کرنے کے لئے دوسروں کی خوشامد اور سفارش نہ کرے۔(۲)

۲۷۳) انسان کو ہمیشہ موت کا خیال ہونا چاہئے، قیامت کی رسوائی سے بچنے کے لئے اللہ تعالی سے پناہ مانگے، اس کی اطاعت اور فرماں برداری میں وقت گزارے کیوں کہ یہ دنیا دار فانی ہے وہ جہاں دار البقا ہے، افسوس کہ شیطان انسان کو بچے جتنی عقل بھی ہاتھ نہیں آنے دیتا، اگر ذرا غور وفکر کیا جائے تو پھر انسان صالح ہو جائے۔(۳)

۲۷۴) اللہ تعالی کے احکام کے مطابق چلنا، برائی سے رک جانا ہی خوف خدا ہے، خوف خدا پیدا کر اس میں ہی نجات ہے، صرف رونے کو خوف خدا نہیں کہا جا سکتا، بل کہ اللہ تعالی کے احکام کے مطابق چلنا، برائی سے رک جانا، اس کو ہی خوف خدا کہا جاتا ہے۔(۴)

۲۷۵) زندگی کا مقصد ہی دنیا میں مال ومرتبہ کو جمع کرنا سمجھ رکھا ہے، کاش! اللہ تعالی اس خیال کو ہمارے ذہن سے نکالے اور اپنا خوف اور محبت ہمارے ذہن اور دلوں میں ڈال دے تا کہ اس کے دین کی خدمت کو ہی زندگی کا مقصد سمجھیں۔(۵)

۲۷۶) اللہ تعالی قدر دان ہے، انسان کو چاہئے کہ نیک بنے، نیکی کرے، برائیوں سے بچے، ذکر بھی ایک نیک عمل ہے، اس کے بعد بھی جو دعا مانگی جاتی ہے وہ مقبول ہوتی ہے۔(۶)

---

۱)۔تحفۃ السالکین: ج:۳ص:۴۷۲۔

۲)۔تحفۃ السالکین: ج:۳ص:۴۷۵۔

۳)۔تحفۃ السالکین: ج:۳ص:۵۵۷۔

۴)۔تحفۃ السالکین: ج:۳ص:۵۵۸۔

۵)۔تحفۃ السالکین: ج:۳ص:۵۵۸۔

۶)۔تحفۃ السالکین: ج:۳ص:۵۶۵۔

۲۷۷)انسان کو یہ سمجھنا چاہئے کہ وہ جو بھی دوسرے کے ساتھ نیکی یا اچھائی کرتا ہے تو وہ کسی پر بھی احسان نہیں بل کہ انسان کی اپنے ساتھ بھلائی ہے۔(۱)

۲۷۸)بیٹا!عامل عملیات اس لئے سیکھتا ہے کہ جس طرح میں چاہوں اس طرح ہوتا رہے، عمل کر کے رب تعالی سے اس عمل کے ذریعے مطالبہ کرتا ہے کہ میرا یہ مطلب پورا ہو،اللہ تبارک وتعالی تو سخی اور کریم ہیں وہ اس کو اس عمل کا عوض دنیا میں دے دیتا ہے یعنی عامل کا مطلب ہوتا ہے کہ جس طرح میں چاہوں اس طرح ہوتا رہے

اور کامل کا مطلب ہوتا ہے کہ جس طرح مالک کرے میں اس طرح چلتا رہوں، کامل کا مقصود رب کی رضا ہوتا ہے اور عامل کا مقصود نفس کی رضا ہوتا ہے، عامل یہ چاہتا ہے کہ جتنی بھی عبادات کرتا ہوں، عملیات کرتا ہوں ان کا عوض مجھے دنیا میں ملتا رہے۔(۲)

۲۷۹)بیٹا! آج کل کے طلبہ اچھے کھانے کو تلاش کرتے ہیں، ہم نے تو اس وقت پڑھا تھا جب جوار کی پتلی دلیہ پینے والی ملتی تھی وہ بھی کسی وقت نہیں ملتی تھی تو ببول جیسے درخت (جسے سندھی میں گنڈی کہتے ہیں) کی پھلیاں کھاتے تھے۔(۳)

۲۸۰)بیٹا!سارے اللہ اللہ پوچھنے نہیں آتے، ہر ایک اپنی غرض کی خاطر آتا ہے۔(۴)

۲۸۱)بیٹا!اگر کتا پاگل ہوجائے تو ایک کو کاٹتا ہے۔ملا پاگل ہوجائے تو لاکھوں کو کاٹے (یعنی خراب کرے)۔(۵)

۲۸۲)قرآن شریف کا دور(تلاوت) تو لوگوں میں ہے مگر غور نہیں۔(۶)

۲۸۳)بیٹا!قرآن شریف چاہتا ہے کہ لوگ میرے تابع ہوں اور لوگ چاہتے ہیں کہ قرآن

---

۱)۔تحفۃ السالکین:ج:۳ص:۵۶۶۔

۲)۔تحفۃ السالکین:ج:۳ص:۵۷۲۔۵۷۳۔

۳)۔تحفۃ السالکین:ج:۳ص:۵۷۷۔

۴)۔تحفۃ السالکین:ج:۳ص:۵۷۸۔

۵)۔تحفۃ السالکین:ج:۳ص:۵۷۸۔۵۷۹۔

۶)۔تحفۃ السالکین:ج:۳ص:۵۷۹۔

شریف ہمارا تابع ہوجائے۔(۱)

۲۸۴)تعویذی ملاؤں اور دکان دار کا ایمان مشکل سے بچے گا،اس لئے کہ عورتوں کے ساتھ خصوصی ملاقات کے مواقع کثرت سے ملتے ہیں۔(۲)

۲۸۵)بیٹا! شیخ کامل جنت میں جماعت کے ساتھ اکھٹے جائے گا۔(۳)

۲۸۶)عامل اور کامل میں فرق زمین اور آسمان کے فرق کے برابر ہے،عامل کا مقصود مخلوق اور کامل کا مقصود خالق ہوتا ہے،عامل دعا،تعویذ،جھاڑ پھونک مخلوق کی رضا،خوشی اور اپنی آمدنی کے لئے کرتا ہے اور کامل سب کچھ اپنے خالق کی رضا کے لئے کرتا ہے،عامل کے عمل سے مٹی سونا بن سکتی ہے،پانی دودھ بن سکتا ہے،گٹھلی یک دم پھٹ کر درخت بن سکتی ہے اور مردہ زندہ ہوسکتا ہے اور اڑ سکتا ہے،ان کاموں کو استدراج کہا جاتا ہے،عامل شریعت اور دین پر پابند رہنے کو ضروری نہیں سمجھتا بلکہ جو دین کا کام کرتا ہے وہ بھی مخلوق کی رضا اور اپنے مطلب کے لئے،یہ کامل نہیں بن سکتا،اور نہ اس کے کاموں کو کرامت کہا جائے گا،دجال بھی ایسے بہت سارے کام دکھائے گا اور مردوں کو زندہ کرے گا،جنت اور جہنم خود تیار کرکے دکھائے گا،کامل سے ظاہراً اگرچہ کرامت نظر نہ آئے مگر وہ اللہ کی رضا پر راضی رہ کر شریعت پر پورا پابند رہتا ہے تو سب سے بڑی کرامت یہی ہے، کیوں کہ نفس پر سب سے زیادہ دشوار بات رب تعالی کی رضا کے مطابق اس کے دین پر پورا پابند ہوکر رہنا ہے۔اس لئے ایسے نفس کی مخالفت کرکے اللہ کی رضا کو مقصود بنا کر اللہ کے دین پر پورا پابند ہوکر رہنا چاہئے،یہی ایک بڑی کرامت ہے کہ اس کے برابر دوسری کوئی بھی کرامت نہیں ہے۔ایسے پیغمبر بھی گزرے ہیں جنہوں نے رب تعالی کی رضا اور حکموں کے مطابق اللہ تعالی کے دین پر پورے پابند رہ کر لوگوں کو اللہ کے دین کی دعوت دی مگر ساری زندگی میں ان سے ایک معجزہ بھی ظاہر نہیں ہوا،بہت سارے لوگوں کا پیچھے چلنا بھی ولایت کی نشانی نہیں ہے کیوں کہ لوگوں کو نفس کے خلاف چلنا اور دین کی پابندی کرنا بہت مشکل لگتا ہے،لہذا اللہ والے کامل بندوں کے ساتھ

---

۱)۔تحفۃ السالکین:ج:۳ص:۵۷۹۔

۲)۔تحفۃ السالکین:ج:۳ص:۵۷۹۔

۳)۔تحفۃ السالکین:ج:۳ص:۵۸۱۔

تھوڑی مخلوق ہوتب بھی وہ کامل ہوتے ہیں، قیامت کے دن کوئی پیغمبر ایسا بھی ہوگا جس کا امتی (ماننے والا) صرف ایک شخص ہوگا اور باقی ساری امت نے اس کی تابع داری نہ کی، بےزار رہی اور مخالفت کرتی رہی۔(۱)

۲۸۷) انسان کے جسم کے بننے کی دو جگہ ہیں اور انسان کے رہنے کے لئے دو جہاں ہیں۔ پہلا بنا ہوا جسم بھی فانی اور اس کے رہنے کی جگہ بھی فانی، دوسرا جسم بھی باقی اور اس کے رہنے کی جگہ بھی باقی، جسم بننے کی پہلی جگہ ماں کا پیٹ ہے، پہلے انسان کا جسم رب تعالی ماں کے پیٹ میں بناتا ہے، اس جسم کو ہمیشہ خطرہ رہتا ہے، آخر اس جسم پر موت آتی ہے، رہنے کا پہلا جہاں یہ دنیا ہے جو فانی ہے اور اس جہاں کی ہر چیز فانی ہے اور جسم بننے کی دوسری جگہ قبر ہے، اسے بننے کے بعد موت کا ذرا بھی خطرہ نہیں ہے، اس جسم کے رہنے کی جگہ عالم آخرت ہے اور وہ ہمیشہ باقی رہے گا، فنا کبھی بھی نہیں ہوگا، ہم لوگ اس فانی جسم اور فانی دنیا کے فائدہ اور نفع سے چمٹے ہوئے ہیں، حالاں کہ یہ جسم اور جہاں سب فانی ہے جس کے فائدے بھی فانی ہیں، مرنے کے بعد یہ فائدے اور نفع نظر بھی نہیں آئیں گے، یہ انسان کے لئے خسارہ ہے، ہم کو چاہئے کہ رات دن باقی رہنے والے جسم اور آخرت کی فکر میں رہیں اس جہاں کے لئے پوری کوشش کرتے رہیں کیوں کہ اس دنیا میں اللہ تعالی نے مومن اور کافر کے لئے دکھ اور سکھ اکھٹے رکھے ہیں، سکھوں کے بعد دکھ اور دکھوں کے بعد سکھ آتے ہیں، دکھوں کے بعد سکھ کی امید ہوتی ہے اور سکھوں کے بعد دکھ کا خوف ہوتا ہے عالم آخرت میں اللہ تعالی نے دونوں کو علیحدہ کر دیا ہے، دکھوں کی جگہ پر سکھ کی ذرا بھی بو نہیں ہوگی جس کو جہنم یا دوزخ کہا گیا ہے اور سکھوں کی جگہ پر بالکل ذرہ برابر بھی دکھ کی بو نہیں ہوگی جس کو بہشت یا جنت کہا گیا ہے، لہذا ہم کو چاہئے کہ رات دن آخرت کی فکر کرتے رہیں تا کہ ہمیشہ والا جسم دائمی سکھ حاصل کر سکے اور اللہ کی رضا حاصل کرے اور دائمی تکلیف سے بچے۔(۲)

۲۸۸) دنیا کی فطرت میں تین چیزیں ہیں:

۱) کدورت ۲) ظلمت ۳) جہالت

---

۱)۔تحفۃ السالکین:ج:۳ص:۵۸۲۔۵۸۳۔

۲)۔تحفۃ السالکین:ج:۳ص:۵۸۳۔۵۸۴۔

۱) کدورت: دنیا کا میلان کدورت کی طرف ہے، گھر کی صفائی نہ کی جائے تو کوڑا کچرا خود بخود جمع ہوجائے گا، زمین کو چھوڑ دیا جائے تو اس میں کانٹے دار جھاڑ از خود پیدا ہوجائیں گے اور زمین خراب ہوجائے گی، علی ہذا القیاس، پوری دنیا تخریب کی طرف دوڑ رہی ہے، تخریب کے لئے ذرا بھی محنت کی ضرورت نہیں، مگر اصلاح اور سنوارنے کے لئے محنت کرنی پڑتی ہے۔

۲) ظلمت: دنیا ایک تاریک جگہ ہے، اگر سورج، ستارے، آگ اور بتیاں وغیرہ نہ ہو تو پھر تو یہاں پر اس قدر تاریکی اور سیاہی ہو جیسے دیگچی کا پیندا، یعنی اس دنیا کی فطرت اصلی ظلمت ہے، روشنی دوسری طرف سے ملتی ہے۔

۳) جہالت: جہالت بھی دنیا کی فطرت اصلی میں ہے۔ جس کا ازالہ تعلیم نبوی سے ہوتا ہے۔(۱)

۲۸۹) انسان کی پیدائش مٹی ہی سے ہے اور اس کا قلب جس پر اس کے سارے جسم کا مدار ہے اس کا میلان بھی انہی تینوں چیزوں: کدورت، ظلمت جہالت کی طرف ہے، اس قلب کی تربیت، نبوی تعلیم سے ہوتی ہے جس کی وجہ سے اس میں ان کے برعکس تین صفتیں: طہارت، نورانیت اور علمیت پیدا ہوتی ہے، ان صفات ہی سے عنصری جسم پاک صاف اور منور رہتا ہے اور اس نبوی تعلیم کے اثر سے یہ جہاں بھی عدل اور انصاف، رونق اور انتظام، مساوات اور برابری سے مزین ہوتا ہے۔(۲)

۲۹۰) بے گانی عورتوں اور لڑکوں سے عشق لڑانا بالکل ناجائز اور حرام ہے۔(۳)

۲۹۱) جس علم کے پڑھنے کی وجہ سے آدمی میں عجز، انکساری اور خشیت الٰہی آئے وہ علم نافع ہے، جس علم کے سبب فوقیت اور ممتاز ہوکر رہنا آئے وہ علم ضار (نقصان دہ) ہے۔(۴)

۲۹۲) جس آدمی نے دوسرے کسی کو ان پڑھ دیکھ کر اس کو جاہل سمجھا اور خود کو پڑھا ہوا سمجھ کر

---

۱)۔ تحفۃ السالکین: ج:۳ ص: ۵۸۴۔۵۸۵۔

۲)۔ تحفۃ السالکین: ج:۳ ص: ۵۸۶۔

۳)۔ تحفۃ السالکین: ج:۳ ص: ۵۸۶۔

۴)۔ تحفۃ السالکین: ج:۳ ص: ۵۸۷۔

عالم تصور کیا تو اس نے اپنا سب کچھ ضائع کر دیا، یا کسی دوسرے ان پڑھ کر حقیر سمجھا اور یہ کہا کہ تو جاہل مجھ عالم سے بات کرتا ہے تو اس نے اپنا سب کچھ ضائع کر دیا۔(۱)

۲۹۳) پہلے زمانے میں جب طالب علم کریما کا پہلا بیت پڑھتے تھے تو بڑائی کا درخت جڑ سے کاٹ دیتے تھے۔آج طالب علم پورا علم پڑھ کر دستار بندی کر کے چابک ہاتھ میں اٹھا کر رومال کاندھے پر رکھ کر بڑائی کے درخت کو پانی دیتے رہتے ہیں۔(۲)

۲۹۴) طلبہ کا مختلف مدارس میں گھومنا اور علم میں محنت نہ کرنا تعلیم کے لئے سخت نقصان دہ ہے، جب اساتذہ ان پر کام کا بوجھ ڈالتے ہیں، مطالعہ اور اجرا کرتے ہیں تو کام چور اور غیر محنتی طلبہ وہ مدرسہ چھوڑ کر دوسرے مدرسہ کی طرف چلے جاتے ہیں، کچھ طلبہ تو کھانے کے پیچھے بھاگتے ہیں، ایک دوسرے سے خطوط کے ذریعہ بھی پوچھتے ہیں کہ فلاں مدرسے میں صبح کو کھانے میں کیا ملتا ہے، دوپہر اور رات کو کیا ملتا ہے، دراصل وہ علم کے طالب نہیں ہیں بل کہ روٹی کے طالب ہیں، ان کا بعض اساتذہ پر یہ اثر پڑتا ہے کہ محنت کم کراتے ہیں، کیوں کہ ان کو پتا ہے کہ اگر شاگردوں سے محنت لی جائے گی تو ضرور بھاگ جائیں گے اور مدرسہ ویران ہوجائے گا۔لہذا علما کا فرض بنتا ہے کہ ایسے پھرنے والے طلبہ کو جگہ ہی نہ دیں کیوں کہ وہ طلبہ خود تو کام یاب نہ ہوں گے الٹا دوسرے طلبہ پر بھی برا اثر ڈال کر بھگانے کی کوشش کریں گے، لہذا محنت کرنے والا اگر چہ ایک طالب علم رہے تو وہ بہت سے بے کار طلبہ سے بہتر ہے، غیر محنتی طلبہ نہ دین کے نہ دنیا کے جیسے کسی درخت کا پودا اٹھا کر دوسری جگہ پر رکھا جائے اور وہاں سے اکھیڑ کر دوسری جگہ رکھا جائے، دو تین مرتبہ ایسا کیا جائے گا تو بالآخر درخت سوکھ جائے گا، اس طرح پھرنے والا طالب بھی بے کار ہوجائے گا، اس کا اثر دوسرے طلبہ پر، مدارس پر، اساتذہ پر اور عوام پر برا پڑتا ہے، کیوں کہ جب ایک مدرسہ چھوڑ کر دوسرے مدرسے میں جاتے ہیں تو پہلے اساتذہ کی اور مدرسہ والوں کی غیبت کرتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں، اس لئے عام لوگوں پر بھی برا اثر پڑتا ہے۔(۳)

---

۱)۔تحفۃ السالکین:ج:۳ص:۵۸۷۔

۲)۔تحفۃ السالکین:ج:۳ص:۵۸۷۔۵۸۸۔

۳)۔تحفۃ السالکین:ج:۳ص:۵۸۹۔۵۹۰۔

۲۹۵)بغیر مطالعہ کے استاذ کا پڑھانا اور بغیر مطالعہ کے طالب علم کا پڑھنا بے کار ہے،اس سے طالب کو کچھ بھی فائدہ نہیں ہوتا۔(۱)

۲۹۶) کتابوں کو اس قدر بار بار لوٹا کر پڑھا جائے کہ اچھی طرح سمجھ میں آجائیں کیوں کہ اگر بنیاد کچی ہوگی تو اوپر کی تعلیم بے کار ہوگی۔(۲)

۲۹۷) آپ نے علم اس لئے پڑھا ہے کہ لوگ آپ کی عزت کریں،آپ سے جھک کر ملیں،آپ کی خدمت کریں اور لوگ آپ کو نذر و نیاز دیں؟ یا علم اس لئے پڑھا ہے کہ رب تعالی کی رضا حاصل کریں اور مخلوق کی خدمت کریں اور دین کے لئے تکالیف برداشت کریں اور کوشش کریں۔(۳)

۲۹۸) قرآن مجید رب تعالی کی صفت ہے اور رب تعالی اپنی جمیع صفات کے ساتھ ساری مخلوق سے شان میں اعلی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخلوق ہیں اور مخلوق میں اعلی شان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔(۴)

۲۹۹) دنیا میں جب انسان آتا ہے تو دنیا کی ہر ایک چیز اس کو اپنی طرف بلاتی ہے ، بیوی، بیٹے،رشتہ دار،مال اسباب،سونا چاندی،زمین،اچھے اچھے گھوڑے اور دوسری سواریاں، بہترین بنگلے،باغات اور طرح طرح کے لذیذ کھانے،تمام چیزیں انسان کو اپنی طرف کھینچتی ہیں، اگر آدمی ان کی محبت میں پھنس گیا اور دل جو اللہ تعالی کو دینا ہے وہ مخلوق کی محبت میں مشغول کر دیا تو پھر قیامت والے دن خسارہ اور نقصان والوں میں سے ہو جائے گا،صرف وہ لوگ اپنے رب کے ہاں سرخ رو ہوں گے جنہوں نے دنیا میں اپنا دل،مال،اولاد اور دنیا کے اسباب میں نہ پھنسایا بل کہ قلب کو اپنے رب کے ساتھ مشغول رکھا اور ایک ساعت بھی ان کا دل ذکر الہی سے غافل نہ رہا، ہمیشہ رب تعالی کی محبت میں بھرپور رہا۔(۵)

---

۱)۔تحفۃ السالکین:ج:۳ص:۵۹۴۔

۲)۔تحفۃ السالکین:ج:۳ص:۵۹۴۔

۳)۔تحفۃ السالکین:ج:۳ص:۵۹۶۔

۴)۔تحفۃ السالکین:ج:۳ص:۵۹۸۔

۵)۔تحفۃ السالکین:ج:۳ص:۵۹۹۔

۳۰۰) اگر عقیدہ صحیح نہیں ہے تو عمل بالکل بے کار اور ضائع ہے، جہالت اور خراب عقیدہ انسان کی ساری کمائی کو صرف ایک لفظ کہنے سے چٹ کر دیتے ہیں اگر عقیدہ قرآن مجید اور حدیث شریف کے مطابق نہیں ہے تو اللہ تعالی کے نزدیک بندے کا نیکی کا کوئی بھی عمل قبول نہیں ہے۔(۱)

۳۰۱) دورنگی منافقت ہے، مومن کی شان یہ ہے کہ خدا تعالی کی توحید میں پکا اور مضبوط ہو کر رہے، جو لوگ ڈانواڈول ہیں اور ادھر ادھر ملے رہتے ہیں وہ کسی بھی کام کے نہیں ہیں۔(۲)

۳۰۲) عارف باللہ مثل حکیم کے ہے کہ دل کو دنیا کی محبت سے فارغ کر کے رب تعالی سے ملاتا ہے اور اس کے لئے تزکیہ نفس کی تجاویز سوچتا ہے کہ کس طرح دل کا میلان دنیا سے پھر کر حقیقی مالک کی طرف ہو۔(۳)

۳۰۳) آدمی کو دو رضاؤں میں سے ایک رضا ہاتھ آئے گی، رب کی رضا یا خلق کی رضا، اگر آدمی اس طلب میں ہو کہ لوگ بھی مجھ سے راضی ہوں اور رب تعالی بھی راضی ہو تو ایسا ہرگز نہیں ہوگا، جو دو کشتیوں میں قدم رکھے گا وہ ضرور ڈوب مرے گا۔(۴)

۳۰۴) شیطان تین طریقوں سے حملہ کرتا ہے:

پہلا حملہ کاہلی، سستی، یعنی اس قدر سستی ہوگی کہ آدمی عبادت کے لئے تیار بھی نہیں ہوگا، شیطان طرح طرح کے وسوسے ڈالتا رہے گا، کبھی کہے گا کہ ابھی بہت زندگی ہے، فی الحال مزے اڑاؤں، بڑھاپے میں عبادت کرتا رہوں گا، کبھی خیال آئے گا کہ رب تعالی غفور رحیم ہے خود ہی بخش دے گا اور اس قسم کے مختلف خیالات ڈالتا رہے گا، پھر اگر ان سب خیالات کو ترک کر کے شیطان کا دھوکہ سمجھ کر رب تعالی کی عبادت کے لئے کھڑا ہوگا تو پھر اس پر دوسرا حملہ کرے گا۔

دوسرا حملہ اس کا تعجیل در عبادت ہوتا ہے یعنی عبادت میں عجلت اور جلد بازی کرنا، کام یاد دلاتا رہے گا کہ فلاں کام ہے، فلاں کام ہے، پھر نہ رکوع صحیح کرے گا نہ سجدے، نہ قرات ٹھہر ٹھہر کر

---

۱)۔تحفۃ السالکین: ج:۳ص:۲۰۱۔

۲)۔تحفۃ السالکین: ج:۳ص:۲۰۱۔

۳)۔تحفۃ السالکین: ج:۳ص:۲۰۴۔

۴)۔تحفۃ السالکین: ج:۳ص:۲۰۴۔

پڑھے گا اور نہ قومہ اور جلسہ پورا کرے گا یعنی ایسی نماز پڑھے گا جو قبولیت کا درجہ نہیں رکھے گی، پرا گر کوئی شیطان کے اس مکر سے بچ کر نماز ٹھہر ٹھہر کر پڑھے گا تو پھر عبادت میں حرص دلائے گا۔

تیسرا حملہ حرص در عبادت ہے یعنی عبادت پر حرص دلانے کے لئے خیال ڈالے گا کہ ابھی بھی تھوڑی عبادت کرتا ہے، پوری رات جاگ، نیند بالکل نہ کر، نفل پڑھتا رہ، قرآن شریف پڑھتا رہ، ہمیشہ نفلی روزہ رکھ اور ایسے دوسرے خیال، تو عبادت میں ایسی حرص کرے گا کہ اپنے نفس، بیوی، بچوں اور دوسری مخلوقات کے حقوق ضائع کردے گا، پھر یا تو دماغ خراب ہوجائے گا، پاگل بن جائے گا، یا کوئی ایسی بیماری لاحق ہوگی کہ عبادت کرنے کی طاقت ہی نہیں رہے گی، یہ ہے شیطان کا تیسرا حملہ، لہٰذا آدمی شیطان کے مکر سے خود کو بچائے اور ہوشیار ہوکر رہے۔(۱)

۳۰۵) شیطان کے وسوسوں سے کے لئے ہمیشہ اللہ کے اسم کا قلب میں ورد کیا جائے یعنی دل میں آدمی ہمیشہ اللہ اللہ کی اس قدر مشق کرے کہ رات دن، گھومتے پھرتے ہمیشہ قلب رب تعالی ے ذکر میں مشغول رہے، ایک لمحہ بھی رب تعالی کے ذکر سے آدمی غافل نہ رہے، جب خیال آئے کہ میرا فلاں کام کیسے پورا ہوگا تو کہے: اللہ یعنی رب تعالی پورا کرے گا، خیال آئے کہ بچے کیا کھائیں گے، کہے: اللہ۔ یعنی رب تعالی دے گا، جب خیال آئے کہ بچے بیمار ہیں، ان کا کیا حال ہوگا۔ کہے: اللہ، یعنی جیسے رب کی رضا، ہر حال میں رب تعالی کے ذکر سے دوسرے خیالات کو ہٹاتا رہے، ہر مشکل اور پریشانی میں اپنے رب کو کافی سمجھے، جب یہ مشق پکی ہوجائے تو خیالات اور وسوسے از خود ہٹ جائیں گے، شیطان وسوسے نہیں ڈال سکے گا، وسوسہ تب پیدا ہوتا ہے جب قلب رب سے غافل رہتا ہے، مالک کے جاگتے چور نہیں آتا۔(۲)

۳۰۶) دنیا کے مال، اسباب اور نعمتوں سے کافر جو فائدہ حاصل کرتے ہیں وہ عارضی ہے، حقیقی فائدہ دنیا میں بھی مومنوں کے حصہ میں ہے، مومن جب کھاتا ہے تو باسم اللہ پڑھتا ہے، اس کو اللہ تعالی کے ذکر کی لذت اور محبوب حقیقی کی مہربانی کا تصور دھیان میں آتا ہے، لقمہ منہ میں ڈال کر بدن کو غذا پہنچاتا ہے، رب کے ذکر اور فکر سے روح کو رزق پہنچاتا ہے، عنصری خوراک عنصری جسم کو

---

۱)۔ تحفۃ السالکین: ج: ۳ص: ۶۰۹۔۶۱۰۔

۲)۔ تحفۃ السالکین: ج: ۳ص: ۶۱۱۔۶۱۲۔

ملتی ہے اور روحانی غذا روح کو پہنچتی ہے، کافر کا کھانا ایسا ہے جیسے بیل کو چارے پر چھوڑ دو تو یک دم ہڑپ کر جائے گا نہ رب یاد نہ منعم حقیقی کا تصور ہی دماغ میں آیا، یہ پتا ہی نہیں چلا کہ مجھ کو یہ روزی کس نے دی، اس کی روح کو غذا یعنی رب کا ذکر نہیں ملا، لہذا حقیقی لطف اور کھانے کی لذت کافر کو نصیب نہ ہوئی، یہ صرف مومن کی شان ہے کہ اللہ تعالی کی ہر نعمت سے حقیقی لذت حاصل کرتا ہے۔(۱)

۳۰۷) اس عالم کا خالق اور مالک اللہ ہے، مخلوق کی حاجات اور ضروریات کو خود ہی جانتا ہے اللہ تعالی نے انبیا علیہم السلام کو بھیج کر انسان کو صحیح راستہ سمجھایا ہے، اگر انسان اللہ تعالی کے بتائے ہوئے صحیح راستہ کو چھوڑ کر اپنی مرضی کے مطابق چلے گا تو یقینا خسارہ میں پڑے گا، خرابیوں اور برائیوں میں پھنس جائے گا، آخر جہنم میں جا گرے گا، پر اگر انبیا علیہم السلام کی اتباع میں اللہ تعالی کے بتائے ہوئے راستہ پر چلے گا تو یقینا دنیا و آخرت میں کام یاب ہو کر آخر کار جنت میں داخل ہوگا۔(۲)

۳۰۸) ہر انسان کا دل پتھر جیسا سخت نہیں ہوتا، بار بار دین کی تبلیغ کرنے سے اثر پیدا ہوتا ہے، تبلیغ سے مایوس نہیں ہونا چاہئے، ممکن ہے کہ آگے چل کر ان میں اثر ظاہر ہو۔اس لئے اپنے عزیزوں کو ہمیشہ تبلیغ کرتے رہو۔(۳)

۳۰۹) چھوٹے بچے کو بری عادات سے نفرت دلائی جائے تا کہ اسے اچھا نہ سمجھے۔(۴)

۳۱۰) عام مفسرین نے اپنے اپنے مذاق کے مطابق قرآن مجید کی تفسیر کی، یعنی جن کا شغف منطق کی طرف تھا تو تفسیر کو بھی منطق کا رنگ دے دیا، کسی کا میلان ادب کی طرف تھا تو تفسیر کو بھی اس طرف لے گئے اور جن کا فلسفہ کی طرف میلان تھا تو تفسیر کو بھی فلسفہ کی طرف کھینچ کر لے گئے مگر قرآن مجید کو اپنی اصلیت پر رکھنا اور اپنے آپ کو قرآن کا بنانا فقط ایک شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ اور ان کے متبع حضرات کی خوبی ہے اس لئے قرآن شریف سمجھنے کے لئے الفوز الکبیر فی اصول التفسیر تصنیف حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ سبقا سبقا پڑھو، اور اس کا مطالعہ کرو اور اہل حق متقدمین مفسرین کی

---

۱)۔تحفۃ السالکین: ج:۳ص:۶۱۴۔

۲)۔تحفۃ السالکین: ج:۳ص:۶۱۵۔

۳)۔تحفۃ السالکین: ج:۳ص:۶۱۶۔

۴)۔تحفۃ السالکین: ج:۳ص:۶۲۰۔

تفاسیر بھی مطالعہ میں رکھو۔(۱)

۳۱۱) بیٹا! خود کو ہر چیز سے حقیر سمجھنا چاہئے، جب دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ میں کافروں سے اچھا ہوں تو نفس کو یہ جواب دو کہ پتا نہیں کہ میرا خاتمہ کس حال پر ہوگا اور کافروں کے خاتمہ کی بھی خبر نہیں کہ کس حال پر ان کا خاتمہ ہوگا، ممکن ہے کہ میرا خاتمہ ایمان پر نہ ہو اور کافر کا خاتمہ ہوسکتا ہے کہ ایمان پر ہو، خود کو جانوروں اور حیوانوں سے بھی گھٹیا سمجھنا چاہئے، کیوں کہ جانوروں کو جہنم کا خطرہ نہیں ہے اور انسان کو ہمیشہ جہنم کا خطرہ ہے۔(۲)

۳۱۲) مومن کی تین علامات ہیں:

پہلی یہ کہ مومن کو کوئی نہ کوئی بیماری ہوگی۔

دوسری یہ بیماری نہ ہو تو تنگ دستی ہوگی۔

تیسری یہ کہ لوگوں میں اس کی شکایت ہوگی۔(۳)

۳۱۳) بچوں کو حضور ﷺ کی سیرت اور اسلام کے عقائد کی تعلیم لازما دینی چاہئے تا کہ ان کے عقائد صحیح رہیں اور حضور ﷺ سے تعلق صحیح رہے۔(۴)

تجلیات شیخ ہالیجویؒ: مترجم: حضرت مولانا عبدالواحد قدس سرہ۔ ناشر: مکتبہ حمادیہ۔ کراچی۔ سن اشاعت: درج نہیں۔

تحفۃ السالکین (مکمل): ملفوظات: حضرت مولانا حماد اللہ ہالیجویؒ: ترتیب وتزئین: عاصم عبداللہ۔ ناشر: مکتبہ حمادیہ، کراچی۔ سن طباعت: مارچ: ۲۰۱۹۔

---

۱)۔ تحفۃ السالکین: ج: ۳ص: ۶۲۶۔ ۶۲۷۔

۲)۔ تحفۃ السالکین: ج: ۳ص: ۶۲۷۔

۳)۔ تحفۃ السالکین: ج: ۳ص: ۶۳۱۔

۴)۔ تحفۃ السالکین: ج: ۳ص: ۶۳۳۔